تفصیلی نسخہ — مع عربی فتاوی جات

تیمم

کے احکام و مسائل

مصنف:
حافظ ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

نظر ثانی:
الشیخ رضاء اللہ عبد الکریم مدنی حفظہ اللہ

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

حقوق الطبع محفوظة
©Copyright Reserved

تیمم کے احکام ومسائل

(تفصیلی نسخہ - مع عربی فتاوی جات)

Edition 2022

مصنف:

Shaikh Arshad Basheer Umari Madani
Waffaqahullaah

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

نظرثانی: الشیخ رضاءاللہ عبدالکریم مدنی حفظہ اللہ
ناظم تعلیمات: جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)- [کامیاب مناظر، محدث، فقیہ، عالمی محاضر]

Shaikh Razaullah Abdul Kareem Madani
Hafizahullah

Nazim Ta'limaat Jamia Sayyed Nazeer Husain Muhaddis Dahlwi
(Kaamiyaab Munazir, Muhaddis. Faqeeh Aalami Muhazir)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

مُقَدِّمَة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْد:

اسلام دینِ فطرت ہے؛ اس میں صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا بہت اہتمام کیا گیا ہے، ہر طرح کی عبادات کے لیے دل ودماغ کے ساتھ بدن کی صفائی اور پاکیزگی کو لازمی قرار دیا گیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ[4] وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[5]﴾[1] کے ساتھ ”﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ﴾[2] حکم دیا گیا؛یعنی طاغوت کی حکمرانی وعبادت کی گندگی سے پہلے اپنے آپ کو پاک کروتب ایمان باللہ کا اقرار کروجو اصل میں دل ودماغ کی پاکیزگی و صفائی کا سبب اصلی ہے، ایسے ہی اپنے باطن کے ساتھ اپنے ظاہر بدن اور کپڑوں کو بھی صاف اور پاکیزہ رکھواور بتوں کی گندگی سے اپنے دل ودماغ کو پاک رکھو۔

اس سے ثابت ہوا اسلام میں دل و دماغ کے ساتھ ظاہر بدن کی صفائی بھی ضروری ہے۔ اسلام نے اس کے لیے غسل اور وضوء کا حکم دیا ہے؛ گویا کہ عبادات میں طہارت کبری و صغری، غسل و وضوءضروری ہے۔ لیکن انسانی زندگی کبھی کبھی ایسے حالات، واقعات اور ضرورتوں سے ہو کر گزرتی ہے کہ انسان غسل و وضو کرنے سے معذور ہو جاتا ہے کیونکہ وہ جہاں ہے وہاں یا تو پانی موجود ہی نہیں یا ہے تو مگر اس پر قادر نہیں بسبب بیماری یا ایسی مجبوری کے کہ اگر پانی استعمال کرے تو بیماری بڑھنے کا قوی

---

[1] سورۃ المدثر:4-5

[2] سورۃ البقرۃ:256

امکان ہے۔ یا پانی دوسرے کی ملکیت میں ہے اور وہ دیتا نہیں اور اس کے پاس خریدنے کی سکت نہیں۔ یا پانی تو موجود ہے مگر وہاں تک پہونچنے میں ضررِ شدید یا تہدید شدید کا سامنا ہے، ایسے میں بندہ عاجز و مجبور ہے، غسل یا وضو کے ذریعہ پاکی کیسے حاصل کرے؟ اور اپنے رب کی عبادت کیسے کرے؟ رب کریم، رحمٰن و رحیم نے انسان پر مہربانی کرتے ہوئے اس کو اس پریشانی اور خلجان سے یوں نجات عطا فرمائی کہ اس کو تیمم کی اجازت ” ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾[3] کے ذریعہ مرحمت فرمادی اور یہ یقین عطا فرمایا کہ ہمارے نزدیک معذوری مجبوری اور عجز شرعی کے وقت وہی پاکی اور صفائی تم کو حاصل ہوگی جو غسل ووضوسے حاصل ہوتی تھی، بندہ تیمم کے بعد بھی وہ تمام عبادات ادا کرسکتا ہے جو وہ غسل اور وضو کے بعد کرتا تھا۔

یہ اجازت اس بات کی پکی دلیل ہے کہ:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ﴾[4]

اور فرمان رسول ﷺ ((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ))[5] میں دین اسلام کو فطرت انسانی کے عین مطابق اور اس کی ضروریات، مشکلات، معذوری و مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔

دین پر عمل کرنا آسان ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جو اللہ، رسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن جو نفاق کی بیماری میں مبتلا ہیں شیطان و طغیان کی

---

[3] سورۃ النساء:43

[4] سورۃ الحج:78

[5] صحیح بخاری:39

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

زندگی گزارنے کے عادی، ایمان سے دور، فکر آخرت سے عاری ہیں ان کو دین پر عمل کرنا تلوار کی دھار پر چلنے جیسا لگتا ہے اور آخر وہ نافرمانی کے عادی ہو جاتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ کر لیتے ہیں۔

یہ مختصر رسالہ تیمم کے متعلق چند ضروری مباحث پر مشتمل ہے، ہر بات کو دلیل شرعی کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، امید ہے کہ قارئین اس رسالہ سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہمیں اور آپ کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور ہمارے لیے دین کی خدمت میں چین و سکون کا سامان فراہم کر دے، دنیا کو خوشگوار اور آخرت کو دائمی چین و آرام کا گھر بنا دے آمین!

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

والحمد للہ رب العالمین

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

خیر خواہ

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

مارچ/2022

❁❁❁❁❁❁

فہرست۔ تیمم کے احکام و مسائل

الباب الاول

تیمم کا لغوی معنی 6
تیمم کا اصطلاحی معنی 7
تیمم کا آسان طریقہ 7
تیمم غسل اور وضوء کا بدیل ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ 8
قرآن مجید میں تیمم کی دلیل 8
احادیثِ نبوی ﷺ میں تیمم کی دلیل 10
اجماع سے تیمم کی دلیل 12
اسلام میں تیمم کی حکمت 13
تیمم کا تحفہ صرف امتِ محمدیہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے 14
تیمم کے شرائط، فرائض، سنن، مکروہات و نواقض 15
شروطِ وجوب 15
شروطِ وجوب وصحت 16
تیمم کے فرائض 18
تیمم کی سنتیں 26
تیمم کے مکروہات 27
تیمم کو ختم کرنے والی چیزیں (نواقضِ تیمم) 27
تیمم کب کر سکتے ہیں؟ 28

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیمم کب ختم ہو جاتا ہے 28

الباب الثاني

تیمم سے متعلق مقالات و مباحث و فتاوی و متفرق مسائل

تیمم کب فرض ہوتا ہے 30
(عاجز ہونے کا مطلب کیا ہے؟) 32
الصعید سے مراد کیا ہے؟ تراب صرف مٹی مراد ہے یا جنسِ زمین 40
تیمم کب جائز ہے اور کب نہیں؟ 46
شرعاً کونسی بیماري قابل عذر ہے؟ 46
خوف، بیماری، عجز و پانی نہ پانے یا پانی تک رسائی نہ پانے کے ضمن میں اٹھنے والے
بعض جدید و قدیم مسائل میں فیصلہ کیجئے فتاوی و فقہي مباحث کی روشنی میں 60
وضوء اور تیمم / غسل اور تیمم کو جمع کرنے کا مسئلہ 62
جل جانے یا کٹ جانے یا فالج زدہ شخص کے لیے تیمم کا حکم 66
پٹیوں پر مسح کرنے کا مسئلہ 66
نمازِ جنازہ کے چھوٹنے کے خوف سے تیمم کرنا 68
تیمم کے وقت کا مسئلہ 71
تیمم کے دیگر مسائل 74
20 مسائل 75
استطاعت طہارت کے باوجود جان بوجھ کر ناپاکی کي حالت میں نماز ادا کرنے اور
کھلواڑ کرنے کا کیا برا انجام ہے؟ 78

اگر بہت شدید سردی ہو اور برتن میں پانی جما ہوا ہو اور انسان کو وضوء کرنا ضروری ہو، اور پانی کے استعمال سے بیمار ہونے کا یقینی خطرہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟.......... 78
شرم وحیاء کو عذر سمجھنا جائز ہے؟.................................... 79
زخم پر پٹی نہ ہو اور مسح کرنا مشکل ہو تو کیا کرے؟............................ 81
کیا میت کو تیمم کرایا جاسکتا ہے اگر غسلِ میت مشکل ہو؟ 82
ہوائی جہاز میں وضوء و تیمم سے عاجز ہو؟.................................. 83
حادثہ میں ہلاک ہونے والے شخص کو غسل کس طرح دیا جائے گا جس کی حالت اور جسم خراب ہو چکا ہو، اور ہو سکتا ہے اس کے بعض اعضاء کٹ چکے ہوں؟.... 84

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الباب الاول

تیمم کے احکام و مسائل

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیمم کے احکام ومسائل[6]

تیمم کا لغوی معنی:

(فَتَيَمَّمُوا:- لفظی ترجمہ: ارادہ کرنا/ یَمَّمَ وَ تَيَمَّمَ: ارادہ کرنا

احمد ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

اَلْيَاءُ وَالْمِيمُ: كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى قَصْدِ الشَّيْءِ وَتَعَمُّدِهِ وَقَصْدِهِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (سورۃ النساء:43)

(مقاييس اللغة:6/152، الناشر دار الفكر)

یا اور میم یہ وہ کلمات ہیں جو کسی چیز کے قصد کرنے پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: " پھر تم کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ملو"۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

---

[6] ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: جنابت سے طہارت حاصل کرنا فرض ہے حالت جنابت، یا بے وضو نماز درست نہیں جب تک بندہ غسل کی ضرورت ہو غسل؛ وضو کی ضرورت ہو وضو نہ کرلے نماز نہیں ہوگی، جو شرعی طہارت کے بغیر حلال سمجھتے ہوئے ناپاکی کی حالت میں نماز ادا کرے گا جان بوجھ کر وہ کافر ہے اگر حلال نہیں سمجھتے ہوئے ادا کرے گا تو اسکے کفر کے حکم میں اختلاف ہے اور وہ شدید گناہ (سزا) کا مستحق ہے۔

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله:

الطهارة من الجنابة فرض ، ليس لأحدٍ أن يصلي جُنُباً ، ولا محدثا حتى يتطهر ، ومَن صلَّى بغير طهارة شرعية مستحلا لذلك: فهو كافر، ولو لم يستحل ذلك: فقد اختلف في كفره، وهو مستحق للعقوبة الغليظة.

" مجموع الفتاوى " (295/21).

تیمم کا اصطلاحی معنی:

تیمم کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ طہارت حاصل کرنے کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کرنا یعنی ارادہ کرنا، چہرے اور ہاتھوں کو زمین کی جنس (دھول, مٹی، ریت وغیرہ) سے مسح کرنا۔

صفت تیمم

تیمم کا آسان طریقہ

((عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ. فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا". فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ))

(صحیح بخاری، کتاب التیمم، بَابُ الْمُتَيَمِّمُ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا - اس بارے میں کہ کیا مٹی پر تیمم کے لیے ہاتھ مارنے کے بعد ہاتھوں کو پھونک کر ان کو چہرے اور دونوں ہاتھوں پر (پہنچوں تک) مل لینا کافی ہے؟، حدیث نمبر 338:)

"سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزیٰ سے، وہ اپنے والد سے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی اور پانی نہیں ملا (تو میں اب کیا کروں) اس پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ

کو یاد نہیں جب میں اور آپ سفر میں تھے، ہم دونوں جنبی ہو گئے۔ آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں نے زمین پر لوٹ پوٹ لیا، اور نماز پڑھ لی، پھر میں اللہ کے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے بس اتنا ہی کافی تھا اور آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں پھونکا اور چہرے اور دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کیا۔"

تیمم غسل اور وضوء کا بدیل ہے اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: مطلب یہ ہے کہ آپ متعدد نمازیں ادا کرسکتے ہیں ایک تیمم سے اور تیمم نہیں ٹوٹ جاتا نماز ادا کرتے ہی یا ایک نماز کا وقت ختم ہوتے ہی نہ دیگر مباح کام میں مشغول ہونے سے تیمم باطل ہوتا ہے (الروضہ الندیہ)

نوٹ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا کہ پانی کے استعمال کی قدرت ملنے اور عاجزی ختم ہونے پر تیمم ختم ہو جاتا ہے۔

شریعت نے جس عمل کے لیے غسلِ جنابت یا وضوء کو شرط بتایا ہے اگر پانی پر قدرت نہ ہونے کے سبب ہم وہ عمل تیمم سے ادا کریں تو تیمم سے وہ عمل اتنی مدت تک کرسکتے جتنی مدت تک وضوء سے کرسکتے ہیں۔

قرآن مجید میں تیمم کی دلیل:

قرآن مجید میں تیمم کی پہلی دلیل:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾

(سورۃ النساء:43)

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے چہرہ اور اپنے ہاتھ مل لو، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔"

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

قرآن مجید میں تیمم کی دوسری دلیل:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(سورۃ المائدہ:6)

" اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو پہنچوں سمیت دھو لو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔"

احادیثِ نبوی ﷺ میں تیمم کی دلیل:

پہلی حدیث:

((حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الأَعْرَجِ، قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَسَارٍ، مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ، فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ))

(صحیح بخاری، کتاب التیمم، بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ - اقامت کی حالت میں بھی تیمم کرنا جائز ہے، حدیث نمبر 337۔ و صحیح مسلم: 822۔ وسنن ابوداود: 329۔ وسنن النسائی:310)

"ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عمیر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں اور عبد اللہ بن یسار جو کہ اُم المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، ابو جہیم بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ (صحابی) کے پاس آئے م، انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم "بِئْرِ جَمَلٍ" کی طرف سے تشریف لا رہے تھے، راستے میں ایک شخص نے آپ کو سلام کیا (یعنی خود اسی ابو جہیم نے) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کے قریب آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا [تیمم] مسح کیا پھر ان کے سلام کا جواب دیا۔"

دوسری حدیث:

((فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ - وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ - مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ))

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ التَّيَمُّمِ - تیمم کا بیان، حدیث نمبر:367[816]۔ و صحیح بخاری:344۔ وسنن النسائی:309)

[مکمل حدیث کے الفاظ] " ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلے، جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے (بیداء اور ذات الجیش یہ دونوں جگہوں کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ڈھونڈنے کے لئے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا، لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم دیکھتے نہیں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرایا اور لوگوں کو بھی، جہاں پانی نہیں، نہ ان

کے ساتھ پانی ہے، یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ انہوں نے کہا: تونے روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو، یہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور انہوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا، اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کونچے دینے لگے۔ میں ضرور ہلتی مگر نبی ﷺ کا سر میری ران پر تھا، اس وجہ سے میں ہل نہ سکی پھر آپ ﷺ سوتے رہے، یہاں تک صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ ﷺ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کیا تھا یعنی اپنی قوم کا نگہبان تاکہ ان کو اسلام کی باتیں سکھائیں اور دین کے احکام بتلائیں) اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد! یہ کچھ پہلی برکت نہیں ہے تمہاری (یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب ملی) اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم نے اس وقت اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی ہار اس کے نیچے سے نکلا۔"

اجماع سے تیمم کی دلیل

(1)

((وأجمعوا على أن التيمم بالتراب الغبار جائز))

اس بات پر اجماع ہے کہ مٹی اور اس کے غبار سے تیمم جائز ہے۔

(الاجماع للمنذر، صفحہ:35،اجماع نمبر"نص":18)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(2)

قال النووی: والتیمم ثابت بالکتاب والسنة واجماع الامة

(کتاب المجموع شرح المھذب للنووی:2/105)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تیمم قرآن مجید احادیث نبوی ﷺ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

اسلام میں تیمم کی حکمت

﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

"تم پاک مٹی سے تیمم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔"

اس آیت میں تیمم کی تین حکمتیں بیان ہوئی ہیں:

1) پہلی حکمت: اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تنگی اور مشقت سے بچانا چاہتا ہے۔
2) دوسری حکمت: اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ مسلمان پاکی کو اختیار کریں۔
3) تیسری حکمت: اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھرپور نعمت سے نوازنا چاہتا ہے۔
4) چوتھی حکمت: یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ شکر گزار بندے بن جائیں۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیمم کا تحفہ صرف امتِ محمدیہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے

پہلی حدیث:

((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً))

(صحیح بخاری، کتاب التیمم، حدیث نمبر:335۔ و صحیح مسلم:521[1163]۔ وسنن النسائی:430)

"جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں، ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی، پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے، اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

دوسری حدیث:

((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ))

(صحیح مسلم، کتاب مساجد اور نماز کی جگہیں، بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ- مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان، حدیث نمبر:522[1165])

"حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم لوگوں کو اور لوگوں پر فضیلت ملی تین باتوں کی وجہ سے، ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں اور ہمارے لئے ساری زمین نماز کی جگہ ہے اور زمین کی خاک ہم کو پاک کرنے والی ہے جب پانی نہ ملے۔"

تیمم کے شرائط، فرائض، سنن، مکروہات ونواقض

شروطِ وجوب:

1–مکلف ہو، بالغ ہو: کیونکہ غیر بالغ پر واجب نہیں

2–قدرت ہو زمین یا اس کی جنس پر ہاتھ مارنے کی

(یعنی زمین کی جنس والے مادے کو استعمال کی قدرت ہو، پانی تک پہنچنے یا پانی اَستعمال کرنے سے عاجز ہو،

نوٹ زمین کے جنس کے مادے کا وجود جیسے مٹي، ریت وپتھر وغیرہ جو بالائی سطح زمین: کے قبیل سے ہو اور وہ پاک ہو نجس نہ ہو۔

راجح قول۔ کے مطابق صرف دھول یا مٹی مراد لینا صحیح نہیں [مالک / ابوحنیفہ / عطاء، اوزاعی اور ثوری]

3-بے وضوء ہو کیونکہ جس نے پہلے ہی سے وضوء کر رکھا ہو اور وضوء ٹوٹا نہ ہو تو تیمم کی ضرورت نہیں

4-وقت کا داخل ہونا شرط نہیں راجح قول کے مطابق [امام ابو حنیفہ، ابن تیمیہ، شوکانی] کیونکہ دوسری نماز ادا کرسکتے ہیں (ابن عثیمین نے کہا کہ ظہر کے تیمم سے مغرب وعشاء تک بھي پڑھ سکتے ہیں اگر تیمم نہ ٹوٹے نواقض سے جیسے قضاء حاجت وغیرہ، ہر نماز کیلئے تیمم کی تجدید کی ضرورت نہیں

شروطِ وجوب و صحت

1-۔دل میں نیت

2۔المسلم ہو کافر نہ ہو: کافر کا تیمم قابل قبول نہیں کیونکہ وہ شرعی نیت کا اہل نہیں۔

3-حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہو۔

4-عاقل ہو۔

5۔-کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔یعني أعضاء تیمم تک پہنچنے کیلئے رکاوٹ نہ ہو۔

نوٹ: چند اہم نکات علماء نے بیان کئے ہیں شروط تیمم کے تذکرہ کے وقت اسکو ملاحظہ فرمائیں: شروط التیمم سمجھئے مندرجہ نکات کی روشنی میں:

a. عجز

i. عدم مآء (پانی کی غیر موجودگی)

ii. خوف یقیني ہو ضرر کا بسبب مرض کے

iii. برد شدید (سخت سردی جو ضرر رساں ہو)

iv. خوف عطش (پیاسا ہونے کا خوف، اگر موجودہ پانی وضو میں استعمال کر لیا تو پیاسا رہ جاؤں گا)

v. خوف جان، دشمن کا خوف

vi. پانی کا حصول مہنگا ہو (اتنا کہ اس کی طاقت سے باہر ہو)

b. نیت ضروری ہے عبادت محضہ میں

c. ما علی وجہ الارض" جیسے تراب یعنی مٹی، رمل یعنی ریت، حجر یعنی پتھر، جص یعنی چونا

- صرف تراب کہنا صحیح نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ نماز پتھر پر نہیں ہوتی مٹی میں ہی ہوتی ہے "وجعلت لی الارض مسجد او طھورا"[{7}]

لہذا سمنٹ، بلاط (ٹائلس جو دوسرے غیر جنسِ زمین سے مخلوط نہ ہو) پر تیمم جائز ہے اگرچہ کہ غبار نہ ہو لہذا paint، لکڑي اور کپڑے کا فرش پر نہیں ہو گا کیونکہ زمین کی قبیل سے نہیں لیکن اس پر غبار ہو تو جائز ہے۔ غبار تراب کا حصہ ہے۔ تراب ارض سے ماخوذ ہے۔

الدلیل: تیمم النبی علی الجدار،[{8}] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کیا دیوار پر

اور منہ کے استدلال پر جواب دیا شنقیطی نے اضواء البیان "صعید اطیبا فامسحوا بوجو ھکم واید یکم منہ (من تبعیض کے لیے نہیں بلکہ ابتداء غایت کے لیے ہے)[{9}]

[{7}] (بخاری:335، مسلم:521)

[{8}] (بخاری:337)

[{9}] اضواء البیان:2/36،37

تیمم کے فرائض

1) دل سے نیت کرے رفع حدث کیلئے (شرعی طہارت وپاکی حاصل کرنے کیلئے)۔

2) چہرے پر اس طرح ہاتھ پھیرے کہ کوئی حصہ نہ چھوٹے۔

3) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک اس طریقے سے ہاتھ پھیرے کہ کوئی بھی حصہ باقی نہ رہے۔

4) ترتیب [کو ملحوظ خاطر رکھنا] (شافعیہ اورابن عثیمین اورابن باز) البتہ حنابلہ کے پاس حدث أصغر (وضوء کے بدیل میں) میں ترتیب فرض ہے جبکہ حدث اکبر (غسل کے بدیل) میں نہیں

نوٹ۔ بعض کے نزدیک ترتیب مستحب یا سنت ہے واجب نہیں (حنفیہ،مالکیہ)[10]

5) الموالات یعني پہلا عضو سوکھنے سے پہلے دوسرا دھولے (مالکیہ وحنابلہ) لیکن حنابلہ کے پاس حدث اکبر میں موالات فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔

نوٹ: بعض کے نزدیک موالات سنت ہے (حنفیہ وشافعیہ)

[11]

---

(5) ذهب الحنفيّة والمالكيّة إلى أنّ التّرتيب في التّيمّم بين الوجه واليدين ليس بواجب بل مستحبّ، لأنّ الفرض الأصليّ المسح، وإيصال التّراب وسيلة إليه فلا يجب التّرتيب في الفعل الّذي يتمّ به المسح.

المصدر : الموسوعة الفقهية الكويتية

وذهب الشّافعيّة إلى أنّ التّرتيب فرض كالوضوء. وذهب الحنابلة إلى أنّ التّرتيب فرض عندهم في غير حدث أكبر، أمّا التّيمّم لحدث أكبر ونجاسة ببدن فلا يعتبر فيه ترتيب

(11) ذهب الحنفيّة والشّافعيّة إلى أنّ الموالاة في التّيمّم سنّة كما في الوضوء، وكذا تسنّ الموالاة بين التّيمّم والصّلاة. وذهب المالكيّة والحنابلة إلى أنّ الموالاة في التّيمّم عن الحدث الأصغر فرض، وأمّا عن الحدث الأكبر فهي فرض عند المالكيّة دون الحنابلة.

وزاد المالكيّة وجوب الموالاة بين التّيمّم وبين ما يفعل له من صلاة ونحوها.

المصدر :الموسوعة الفقهية الكويتية

قال ابن عثيمين : فالصحيح: أن الترتيب والموالاة فرضان من فروض الوضوء. وأما عذر الإنسان فيهما بالنسيان أو بالجهل فمحل نظر، فالمشهور عند فقهاء الحنابلة رحمهم الله أن الإنسان لا يُعذر فيهما بالجهل ولا بالنسيان، وأن الإنسان لو بدأ بغسل يديه قبل غسل وجهه

ناسياً، لم يصح غسل يديه ولزمه إعادة الوضوء مع طول الزمن، أو إعادة غسل اليدين وما بعدهما إن قصر الزمن، ولا شك أن هذا القول أحوط وأبرأ للذمة، وأن الإنسان إذا فاته الترتيب ولو نسياناً فإنه يعيد الوضوء، و كذلك إذا فاتته الموالاة ولو نسياناً فإنه يعيد الوضوء.

ـــــ مجموع فتاوى و رسائل الشيخ محمد صالح العثيمين-المجلد الحادى عشر -باب فروض الوضوء وصفته.

رابط المادة: http://iswy.co/e3q2v

بسم الله الرحمن الرحيم

حكم الترتيب في الوضوء

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن اتبع هداه.

وبعد: فهذا بحث يسير حول حكم الترتيب في الوضوء حيث أن هذه العبادة تتكرر علينا في اليوم عدة مرات. وقد اختلف أهل العلم في هذه المسألة على قولين:

القول الأول: بأنه واجب وهو قول طائفة من أهل العلم واستدلوا له بما يلي:

قوله تعالى: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ} [المائدة: 6].

أن جميع الواصفين لوُضُوئه ﷺ ما ذكروا إلا أنّه كان يرتّبها على حسب ما ذكر الله.

قال الشيخ العلامة العثيمين قوله: "والتّرتيبُ" وهو أن يُطهّر كلُّ عضو في محلّه. وهذا هو الفرض الخامس من فروض الوُضُوء، والدليل قوله تعالى: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ} [المائدة: 6]. وجه الدِّلالة من الآية: إدخال الممسوح بين المغسولات، ولا نعلم لهذا فائدة إلا التّرتيب، وإلا لسيقت المغسولات على نسقٍ واحد، ولأنّ هذه الجملة وقعت جواباً للشّرط، وما كان جواباً للشّرط فإنّه يكون مرتّباً حسب وقوع الجواب. ولأن الله ذكرها مرتّبة، وقد قال النبيّ ﷺ: "أبدأُ بما بَدَأَ اللهُ به"(1). والدّليل من السُّنّة: أن جميع الواصفين لوُضُوئه ﷺ ما ذكروا إلا أنّه كان يرتّبها على حسب ما ذكر الله.

مسألة: هل يسقط التّرتيبُ بالجهل أو النسيان على القول بأنّه فرض؟

قال بعض العلماء: يسقط بالجهل والنسيان لأنهما عُذْر وإذا كان التّرتيب بين الصّلوات المقضيات يسقط بالنّسيان فهذا مثله.

وقال آخرون: لا يسقط بالنِّسيان لأنه فرض والفرض لا يسقط بالنسيان والقياس على قضاء الصّلوات فيه نظر لأنّ كلّ صلاة عبادةٌ مستقلة، ولكن الوُضُوء عبادةٌ واحدة. ونظير اختلاف الترتيب في الوُضُوء اختلاف التّرتيب في رُكوع الصّلاة وسُجودها فلو سجد قبل الرُّكوع ناسياً فإن السُّجود لا يصح؛ لوقوعه قبل محلّه، ولهذا فالقول بأنّ الترتيب يسقطُ بالنِّسيان؛ في النّفس منه شيء، نعم لو فُرِضَ أن رجلاً جاهلاً في بادية ومنذ نشأته وهو يتوضّأ؛ فيغسل الوجه واليدين والرِّجلين ثم يمسح الرّأس، فهنا قد يتوجّه القول بأنه يُعذر بجهله؛ كما عَذَرَ النبيّ ﷺ أُناساً كثيرين بجهلهم في مثل هذه الأحوال.(2)

القول الثاني: بأنه سنة واستدلوا له بما رواه أبو داود: (121) قال: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَيْسَرَةَ الْحَضْرَمِيُّ سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيَّ قَالَ: "أُتِيَ رَسُولُ اللهِ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ

كَفَّيْهِ ثَلاَثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثًا . ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاَثًا ثَلاَثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلاَثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاَثًا ثَلاَثًا.(3)"

قال صاحب عون المعبود:" قال السيوطى:احتج به من قال الترتيب فى الوضوء غير واجب لأنه أخر المضمضة والاستنشاق من غسل الذراعين وعطف عليه بثم. قلت:هذه رواية شاذة لا تعارض الرواية المحفوظة التى فيها تقديم المضمضة والاستنشاق على غسل الوجه."

وهذا ما ذهب إليه الشيخ عبد العزيز الراجحى: فى شرحه على سنن أبى داود: فقال هذا الحديث فى سنده حريز وهو متهم برأى الخوارج وهو من رجال البخارى أما عبد الرحمن الحضرمى فهو ضعيف.قال فيه الحافظ: مقبول، وقد خالف الثقات هنا فقوله:"ثم تمضمض واستنشق" بعد غسل اليدين منكر لأنه أتى بكلمة "ثم" التى تفيد الترتيب وهذا مخالف للأحاديث الصحيحة، فيكون شاذاً فلا حجة فيما رواه عبد الرحمن الحضرمى لأنه مقبول، وقد خالف الثقات. والصواب:أن المضمضة والاستنشاق تكون مع غسل الوجه وقبل غسل اليدين وهو الذى دل عليه حديث عبد الله بن زيد، وحديث حمران، كلها تذكر المضمضة والاستنشاق مع غسل الوجه، وليس فيها أن المضمضة تكون بعد غسل اليدين وإنما هذا فى رواية أبى داود عن الإمام أحمد بن حنبل من شيوخه,أ,هـ.

لكن قال الألبانى فى:"السلسلة الصحيحة"(1/466): تحت الحديث:(261).هذا وضوئى و وضوء الأنبياء قبلى "رواه ابن شاهين فى" الترغيب " (262/1 - 2) عن محمد بن مصفى أنبأنا ابن أبى فديك قال:حدثنى طلحة بن يحيى عن أنس بن مالك □ قال :" دعا رسول الله □ بوضوء , فغسل وجهه مرة و يديه مرة و رجليه مرة مرة و قال : هذا وضوء لا يقبل الله عز و جل الصلاة إلا به ثم دعا بوضوء فتوضأ مرتين مرتين و قال : هذا وضوء من توضأ ضاعف الله له الأجر مرتين ثم دعا بوضوء فتوضأ ثلاثا وقال: هكذا وضوء نبيكم □ والنبيين قبله ,أو قال : هذا ... " فذكره.

قلت:وهذا إسناد رجاله ثقات وفى بعضهم خلاف ولكنه منقطع فإن طلحة بن يحيى و هو ابن النعمان بن أبى عياش الزرقى لم يذكروا له رواية عن أحد من الصحابة □ بل و لا عن التابعين. والحديث ذكره الحافظ فى" التلخيص "(ص30) من رواية ابن السكن فى" صحيحه "عن أنس به وسكت عليه و ليس بجيد إذا كان عنده من هذا الوجه المنقطع. لكن للحديث شواهد كثيرة يرتقى بها إلى درجة الحسن إن لم نقل الصحة وهى من حديث ابن عمر وله عنه طريقان ومن حديث أبى بن كعب و زيد ابن ثابت وأبى هريرة و عبيد الله بن عكراش عن أبيه وقد خرجتها فى إرواء الغليل " رقم: (85) فلا داعى للإعادة و قد أشار الصنعانى فى:" سبل السلام "(1/73) طبع المكتبة التجارية. إلى تقوية الحديث بقوله :" وله طرق يشد بعضها بعضا ". وقد ذكره من حديث ابن عمر و زيد بن ثابت و أبى هريرة فقط ! و ساقه بلفظ :" توضأ □ على الولاء ثم قال:هذا وضوء لا يقبل الله الصلاة إلا به ". فقوله:" على الولاء(4) ". مما لا أصل له فى شىء من الطرق التى ذكرها و لا فيما زدنا عليه من الطرق الأخرى ! و مثله قول الشيخ إبراهيم بن ضويان فى" منار السبيل "(1/25) "توضأ □ مرتبا و قال... " ! و الحديث مع أنه لم يذكر فيه الترتيب صراحة فلا يؤخذ ذلك من قوله فيه " فغسل وجهه مرة و يديه مرة و رجليه مرة وقال هذا .... الخ". لما اشتهر أن الواو لمطلق الجمع فلا تفيد الترتيب لاسيما و الأحاديث الأخرى التى أشرنا إليها لم يذكر فيها أعضاء الوضوء بل جاءت مختصرة بلفظ :" توضأ مرة مرة ثم قال : هذا وضوء لا يقبل الله الصلاة إلا به ". ومن الواضح أن الإشارة بـ(هذا) هنا إنما هو إلى الوضوء مرة مرة كما أن الإشارة بذلك فى الفقرتين الأخريين إنما هو للوضوء مرتين مرتين والوضوء ثلاثا ثلاثا . فلا دلالة فى الحديث على الموالاة ولا على الترتيب والله أعلم.

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

وليس هناك ما يدل على وجوب الترتيب وقول ابن القيم فى "الزاد" (69/1): "و كان وضوؤه□ مرتبا متواليا لم يخل به مرة واحدة البتة" غير مسلم فى الترتيب لحديث المقدام بن معدى كرب قال: "أتى رسول الله□ بوضوء فتوضأ فغسل كفيه ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل ذراعيه ثلاثا ثم مضمض واستنشق ثلاثا و مسح برأسه و أذنيه ظاهرهما و باطنهما و غسل رجليه ثلاثا ثلاثا". رواه أحمد: (132/4) و عنه أبو داود: (19/1) بإسناد صحيح وقال الشوكانى: (125/1) "إسناده صالح و قد أخرجه الضياء فى "المختارة". فهذا يدل على أنه□ لم يلتزم الترتيب فى بعض المرات فذلك دليل على أن الترتيب غير واجب و محافظته عليه فى غالب أحواله دليل على سنيته. والله أعلم.

وقال فى تمام المنة: (ص89) متعقبا المؤلف قوله فى الفرض السادس: " فلم ينقل عنه □ أنه توضأ إلا مرتبا". قلت: تبع المؤلف فى هذا ابن القيم ـ رحمه الله ـ حيث صرح به فى "زاد المعاد". وقد تعقبته فى "التعليقات الجياد" بما أخرجه أحمد ومن طريقه أبو داود عن المقدام بن معدى كرب □ قال: "أتى رسول الله □ بوضوء فتوضأ فغسل كفيه ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل ذراعيه ثلاثا ثم مضمض واستنشق ثلاثا ومسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما وغسل رجليه ثلاثا". وسنده صحيح وقال الشوكانى: "إسناده صالح" وقد أخرجه الضياء فى "المختارة". وهو يدل على عدم وجوب الترتيب وأزيد هنا فأقول: إن النووى والحافظ ابن حجر حسنا إسناده.

قال الإمام الشوكانى ـ رحمه الله تعالى ـ: " وقد استدل بما وقع فى حديث الباب (5) من الترتيب بثم على وجوب الترتيب بين أعضاء الوضوء وقال ابن مسعود □: ومكحول ومالك وأبو حنيفة وداود والمزنى والثورى والبصرى وابن المسيب وعطاء والزهرى والنخعى: إنه غير واجب ولا ينتهض الترتيب بثم فى حديث الباب على الوجوب لأنه من لفظ الراوى وغايته أنه وقع من النبى □ على تلك الصفة والفعل بمجرده لا يدل على الوجوب نعم قوله: فى آخر الحديث: "من توضأ نحو وضوئى هذا ثم صلى ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه". يشعر بترتيب المغفرة المذكورة على وضوء مرتب على هذا الترتيب وأما أنه يدل على الوجوب فلا. وقد استدل على الوجوب بظاهر الآية وهو متوقف على إفادة الواو للترتيب وهو خلاف ما عليه جمهور النحاة وغيرهم.

وأصرح أدلة الوجوب حديث إنه "□: توضأ على الولاء ثم قال: هذا وضوء لا يقبل الله الصلاة إلا به" وفيه مقال لا أظنه ينتهض معه. وقد خلط فيه بعض المتأخرين (6) فخرجه من طرق وجعل بعضها شاهد البعض وليس الأمر كما ذكر فليراجع الحديث فى مظانه فإن التكلم على ذلك ههنا يفضى إلى تطويل يخرجنا عن المقصود وسيأتى التصريح بما هو الحق فى الباب الذى بعد هذا. (7)

وقال أيضا ـ رحمه الله ـ: رواه أبو داود وأحمد وزاد أى: حديث المقدام بن معدى يكرب "□: وغسل رجليه ثلاثًا ثلاثًا". الحديث إسناده صالح وقد أخرجه الضياء فى المختارة وهو يدل على عدم وجوب الترتيب بين المضمضة والاستنشاق وغسل الوجه واليدين وحديث عثمان وعبد الله بن زيد الثابتان فى الصحيحين. وحديث على الثابت عند أبى داود والنسائى وابن ماجه وابن حبان والبزار وغيرهم مصرحة بتقديم المضمضة والاستنشاق على غسل الوجه واليدين. والحديث من أدلة القائلين بعدم وجوب الترتيب وقد سبق ذكرهم فى شرح حديث عثمان. وحديث الربيع الآتى بعد هذا يدل أيضًا على عدم وجوب الترتيب بين المضمضة والاستنشاق وغسل الوجه.

قال النووى: إنهم يتأولون هذه الرواية على أن لفظة ثم ليست للترتيب بل لعطف جملة على جملة. وقد ذكر الفاضل الشلبى فى صدر حواشيه على شرح المواقف أن المحققين من النحاة نصوا على أن وجوب دلالة ثم على التراخى مخصوص بعطف المفرد.

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

وقد ذكره أيضًا فى حواشى المطول. وقد ذكر الرضى فى شرح الكافية وابن هشام فى المغنى أنها قد تأتى لمجرد الترتيب فظهر بهذا أنها مشتركة بين المعنيين لا أنها حقيقة فى الترتيب.

ولكن لا يخفى عليك أن هذا التأويل وإن نفع القائل بوجوب الترتيب فى حديث الباب وما بعده فهو يجرى فى دليله الذى عارض به حديثى الباب أعنى حديث عثمان وعبد الله بن زيد وعلى فلا يدل على تقديم المضمضة والاستنشاق كما لا يدل هذا على تأخيرهما فدعوى وجوب الترتيب لا تتم إلا بإبراز دليل عليها يتعين المصير إليه. وقد عرفناك فى شرح حديث عثمان عدم انتهاض ما جاء به مدعى وجوب الترتيب على المطلوب نعم حديث جابر عند النسائى فى صفة حج النبى قال: قال ": ابدؤوا بما بدأ الله به". بلفظ الأمر وهو عند مسلم بلفظ الخبر يصلح للاحتجاج به على وجوب الترتيب لأنه عام لا يقصر على سببه عند الجمهور كما تقرر فى الأصول وآية الوضوء مندرجة تحت ذلك العموم.

(1) رواه مسلم كتاب الحج باب حجة النبى رقم: (1218) من حديث جابر.

(2) الشرح الممتع: (ج_1_ص 189) ط دار ابن الجوزى.

(3) قال الشيخ محمد صبحى حلاق: "وعبد الرحمن بن ميسرة قال: الحافظ مقبول "التقريب" رقم: (4025) وقال العجلى فى "الثقات" (146/2 رقم 1081) عبد الرحمن بن ميسرة شامى تابعى ثقة. وقال أبو داود: شيوخ حريز كلهم ثقات. وقال المحدث الألبانى عن هذا الحديث بأنه صحيح. أنظر نيل الأوطار: (ج_2_ص50) الحاشية.

(4) قال الشيخ محمد صبحى حلاق: وهو حديث ضعيف. أخرجه ابن ماجه فى سننه: (145/1 رقم 419) من حديث ابن عمر.

وقال البوصيرى فى "مصباح الزجاجة" (171/1 رقم 419/173) "هذا إسناد فيه زيد العمى وهو ضعيف وابنه عبد الرحيم متروك بل كذاب ومعاوية بن قرة لم يلق ابن عمر قاله ابن ابى حاتم فى "العلل" (45/1 رقم 100) وصرح به الحاكم فى المستدرك (150/1) ورواه من طريق معاوية بن قرة عن ابن عمر شاهداً لحديث أبى هريرة.

ورواه أبو داود الطيالسى فى مسنده (53/1 رقم 181_منحة المعبود) عن سلام عن زيد العمى به: ورواه الإمام أحمد فى مسنده (49/2 رقم 302_ الفتح الربانى) والدارقطنى فى سننه (80/1 رقم 4) من هذا الوجه.

قلت: قال الدارقطنى تفرد به المسيب بن واضح عن حفص بن ميسرة والمسيب ضعيف.

ورواه أبو يعلى الموصلى (448/9 رقم 5598/184) ثنا أحمد بن بشر ثنا عبد الرحيم بن زيد العمى فكره. ورواه الترمذى (65/1 رقم 45) مختصرا من حديث جابر بن عبد الله بلفظ "أن النبى توضأ مرة ومرتين وثلاثاً وثلاثاً". وانظر ما ذكره الزيلعى فى "نصب الراية" (27/1_28) عن هذا الحديث.

وأخرجه ابن ماجه فى سننه (145/1_146 رقم 420) من حديث أبى بن كعب.

وقال البوصيرى فى "مصباح الزجاجة" (172/1 رقم 420/174): هذا إسناد ضعيف زيد أبو الحوارى هو العمى ضعيف و كذا الراوى عنه رواه الدارقطنى فى سننه (81/1 رقم 6) من هذا الوجه.."أه.

قال الزيلعى فى "نصب الراية" (29/1) وهو ضعيف.

قال ابن معين فى زيد بن الحوارى: ليس بشىء.

وقال النسائى: ضعيف وقال أبو زرعة: واهى الحديث وعبد الله بن عراد قال فيه ابن معين أيضاً ليس بشىء وقال البخارى منكر الحديث وقال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به" أه.

نيل الأوطار: (ج_2_ص45) الحاشية.

(5) أى: باب المضمضة والاستنشاق وهو فى: (ج_2_ص36).

(6) قال الشيخ حلاق: " كالجلال."

(7) نيل الاوطار: (ج_2_ص45) ط حلاق.

(8) قال الشيخ محمد حسن حلاق: "حسن" انظر النيل: (ج_2_ص53) الحاشية.

(9) النيل: (ج_2_ص50).

(10) انظر الوجيز: (ص40) سنن الوضوء.

وعن العباس بن يزيد عن سفيان بن عيينة عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قال: "أتيتها فأخرجت إلىّ إناء فقالت: فى هذا كنت أخرج الوضوء لرسول الله فيبدأ فيغسل يديه قبل أن يدخلهما ثلاثًا ثم يتوضأ فيغسل وجهه ثلاثًا ثم يمضمض ويستنشق ثلاثًا ثم يغسل يديه ثم يمسح برأسه مقبلًا ومدبرًا ثم يغسل رجليه.(8)"

قال العباس بن يزيد: هذه المرأة التى حدثت عن النبى أنه بدأ بالوجه قبل المضمضة والاستنشاق وقد حدث به أهل بدر منهم عثمان وعلى أنه بدأ بالمضمضة والاستنشاق قبل الوجه والناس عليه رواه الدارقطنى.

تیمم کی سنتیں

1) تیمم سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

2) ہر عضو کا سیدھا حصہ پہلے دھونا

3) مٹی پر اس طرح ہاتھ پھیرنا کہ جیسے مٹی کو اڑایا جارہا ہو یا مٹی کو گوندا جارہا ہو۔

4) مٹی پر ہاتھ مارنے کے بعد پھونکنا

5) انگلیوں پر مٹی یا دھول کو پھیلانا۔ (انگلیوں کو پھیلا کر زمین پر ہاتھ مارنا تاکہ انگلیوں کے درمیانی حصہ میں بھی مٹی پہونچ جائے)

6) انگلیوں کا خلال کرنا۔

تیمم کے مکروہات

1) تیمم کی تجدید کرتے جانا۔ (تیمم ٹوٹا نہیں پھر بھی تیمم کرنا)

2) مسح کی تکرار کرنا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الحدیث رواہ الدارقطنی عن شیخه إبراهیم بن حماد عن العباس المذکور وأخرجه أیضًا أبو داود والترمذی وابن ماجه وأحمد وله عنها طرق وألفاظ مدارها علی عبد الله بن محمد بن عقیل وفیه مقال. وهو یدل علی عدم وجوب الترتیب بین المضمضة وغسل الوجه وقد عرفت فی الحدیث الذی قبله ما هو الحق.(9)

والحاصل: أن حدیث المقدام وحدیث الربیع یصلحان قرینة صارفة إن قلنا أن الآیة والأحادیث التی وردت فی الوضوء تفید الوجوب أو الفرضیة. والله أعلم.

وقد ذکر الشیخ عبد العظیم بدوی الترتیب فی (سنن الوضوء) حیث قال الترتیب: لأنه الغالب فی وضوء رسول الله: کما حکاه من حکی وضوءه لکنه قد صح عن المقدام بن معدی یکرب ": أتی رسول الله بوضوء فتوضأ فغسل کفیه ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل ذراعیه ثلاثا ثم مضمض واستنشق ثلاثا ومسح برأسه وأذنیه ..... الحدیث.(10)

https://kulalsalafiyeen.com/vb/showthread.php?t=49398

تیمم کو ختم کرنے والی چیزیں (نواقضِ تیمم)

1) مرتد ہو جانا۔

2) پانی کا موجود ہونا اور استعمال کي عاجزی ختم ہو جانا۔

3) اس بیماري یا عذر کا خاتمہ جس سے تیمم کرنا جائز ہو جائے۔

تیمم کب کر سکتے ہیں؟

(1): مسافر یا مقیم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو۔

(2): پانی ہو لیکن استعمال کی قدرت نہ ہو اور عاجز ہو استعمال سے جسکی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں

أ- شدت مرض کے سبب یا پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھنے کا غالب گمان ہو

ب- شدید بیماري یا ضرر میں پڑنے کا خوف اور غالب امکان ہو

ج- پانی کے استعمال سے عاجزي ہو بیماری یا خوف کي وجہ سے: (دشمن یا آگ یا موذي جانور حائل ہو یا پانی کنویں میں اور کوئی انتظام نہ ہو حاصل کرنے کیلئے وغیرہ)

د- پانی ضروریات کیلئے ہو وضو کے لئے ناکافی ہو۔

تیمم کب ختم ہو جاتا ہے

وضوء جس سے ختم ہو جاتا ہے انہیں امور سے تیمم ختم ہو جاتا ہے اس پر مزید یہ سبب ہے کہ پانی کا وجود اور حصول یا پانی کے حصول یا استعمال پر عاجزی کا ختم ہو جانا:

"يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ وَإِنْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ "[12]

"قبیلہ بنی عامر کے ایک آدمی کہتے ہیں کہ میں اسلام میں داخل ہوا تو مجھے اپنا دین سیکھنے کی فکر لاحق ہوئی لہٰذا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے کہا: مجھے مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ اونٹ اور بکریاں دینے کا حکم دیا اور مجھ سے فرمایا: "تم ان کا دودھ پیو"، (حماد کا بیان ہے کہ مجھے شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیشاب بھی پینے کے لیے کہا یا نہیں، یہ حماد کا قول ہے)، پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پانی سے (اکثر) دور رہا کرتا تھا اور میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی، مجھے جنابت لاحق ہوتی تو میں بغیر طہارت کے نماز پڑھ لیتا تھا، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوپہر کے وقت آیا، آپ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد کے سائے میں (بیٹھے) تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوذر؟" میں نے کہا: جی، اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں تو ہلاک و برباد ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس چیز نے تمہیں ہلاک و برباد کیا؟" میں نے کہا: میں پانی سے دور رہا کرتا تھا اور میرے ساتھ میری بیوی تھی، مجھے جنابت لاحق ہوتی تو میں بغیر طہارت کے نماز پڑھ لیتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پانی لانے کا حکم دیا، چنانچہ ایک کالی لونڈی بڑے برتن میں پانی لے کر آئی جو برتن میں ہل رہا تھا، برتن بھرا ہوا نہیں تھا، پھر میں نے اپنے اونٹ کی آڑ کی اور غسل کیا، پھر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر! پاک مٹی پاک کرنے والی ہے، اگرچہ تم دس سال تک پانی نہ پاؤ، لیکن

[12] سنن ابو داود: 333، صحیح

جب تمہیں پانی مل جائے تو اسے اپنے جسم پر بہاؤ (غسل کرو)"۔ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اسے حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا ہے اور اس میں انہوں نے پیشاب کا ذکر نہیں کیا ہے وابو داؤد کہتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہے اور پیشاب کا ذکر صرف انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس میں اہل بصرہ منفرد ہیں۔"

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الباب الثانی

تیمم سے متعلق مقالات و مباحث و فتاوی و متفرق مسائل

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مقالہ 1

تیمم کب فرض ہوتا ہے:

فقہاء نے کہا کہ اک لفظ میں اگر تعبیر کرنا ہو تو اس توجیہ کا نام العجز ہے (پانی کے استعمال سے عاجز ہو جانا) اس لفظ کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

[1] پانی کے عدم دستیابی پر تیمم فرض ہے (پانی نہ ملنے کا مطلب کیا ہے؟)

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا﴾ (سورۃ النساء:43)

پھر پانی نہ پاو تو تیمم کرو۔

جیسا کہ اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے:

1- اگر پانی نہ ملے تو پھر تیمم کرنا ہے اور اگر پانی مل جائے تو پھر تیمم کا حکم ختم ہو جاتا ہے وضو واجب قرار پاتا ہے۔

2- مرض لاحق ہونے پر یا زخم لاحق ہونے پر جس میں حرج اور مشقت پیدا ہو جائے پانی کے استعمال سے کہ مرض بڑھنے کے امکانات یا شفاء کی تاخیر کے امکانات پیدا ہو جائیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

(سورۃ النساء:43)

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے چہرہ اور اپنے ہاتھ پر مل لو۔"

حدیث:

((قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلاَّ سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِ))

(سنن ابوداود، حدیث نمبر:336،"قال الشيخ الألباني: حسن دون قوله إنما كان يكفيه" شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے اور کہا:"إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ "-یہ جملہ ثابت نہیں ہے)

" جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مر گیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا۔"

3-جب سردی شدت کی ہو اور پانی گرم کرنے سے عاجز ہو اور غالب امکان ہو ضرر حاصل ہونے کا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

(سورۃ التغابن:16)

"پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔"

حدیث عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ[خ د:334/ د:335– صححہ ابن حجر]

4۔ بعض اہل علم : پانی قریب میں ہو لیکن قافلہ چھوٹنے کا امکان ہو یا دشمن یا آگ حائل ہو یا خوف اور اس پانی کے حصول میں مشقت پیدا ہو جائے تو بھی تیمم کر سکتا ہے ((فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً)) کے عموم سے پانی نہ پانے کے زمرہ میں آتے ہیں "عادم یا عادمۃ" مین شمار ہو گا ہر وہ فرد جو کسی خوف کی وجہ سے پانی تک جانہ سکے یا بیماری کی وجہ سے حرکت نہ کر سکے اور کوئی لا کر دینے والا نہ ہو یہ بھی عادم [پانی] نہ پانے والا شمار ہو گا۔

نوٹ : شیخ الالبانی نے کہا کہ اس میں تفصیل یہ ہے کہ ساتھی چھوٹنے سے ضرر نہ ہو تو پھر یہ حالت تیمم کے جواز کے لئے شرعی عذر نہیں لہذا مفتي فیصلہ نہیں کر سکتا صاحب معاملہ خود فیصلہ کرے۔(الموسوعۃ از عوایشۃ)

[2]طاقت نہ ہونے کی وجہ سے یا عاجز ہو گئے پانی کے استعمال کرنے پر تب تیمم فرض ہوتا ہے۔

عاجز ہونے کا مطلب کیا ہے؟

اس بارے میں علمائے کرام نے 4 نکتے بیان کئے ہیں:

1. ایسا مریض جو پانی تک نہیں پہنچ سکتا اس کو تیمم کی اجازت ہے۔
2. ایسا مریض جو پانی نہ پائے اس کو تیمم کی اجازت ہے۔

3. ایسا مریض جو پانی تک رسائی رکھتا ہو لیکن وہ پانی کا استعمال نہیں کر سکتا ضرر کا خوف ہو اور غالب امکان ہو (کسی ماہر طبیب یا تجربہ کار سے رہنمائی ملے) اس کو تیمم کی اجازت ہے

4. علمائے کرام نے خوف کی وجہ سے تیمم کی اجازت دی ہے۔

تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

1) ایسا مریض جو پانی تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کو کوئی لا کر دے سکتا ہو تو اس کو تیمم کی اجازت ہے۔

2) ایسا مریض جو پانی نہ پائے اس کو تیمم کی اجازت ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾

(سورۃ النساء:43)

"ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔"

اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ جس مریض کے قریب میں پانی نہ ہو، پانی قریب (اس کے پہونچ سے باہر ہو) میں نہ ہونا جواز ہے کہ وہ تیمم کر سکتا ہے۔

(المحلی بالآثار:1/ 98)

امام ابن عبد البر کہتے ہیں:[13]

قرآن مجید، احادیث اور اجماع کی رو سے اس مریض اور مسافر کے لے تیمم کی اجازت ہے جو پانی نہ پائے۔

نوٹ :اس ضمن میں بعض نے جو سختي برتی ہے اس پر نواب صدیق حسن خان نے سختي سے رد کیا ہے!!

بعض نے یہ کہا کہ نماز کے آخري وقت تک چاروں سمت تلاش کیلئے پہلے دور تک جائے اور محنت کرے اور تلاش کے بعد تھک جائے تب تیمم کی اجازت ہے اس قول پر رد کیا ہے امام نواب صدیق نے کہ اس پر کوئی حجت اور دلیل نہیں بلکہ نماز کے ارادہ کے وقت گھر یا منزل یا قریب کی مسجد میں دستیاب نہ ہو اور پانی کے وجود و حصول کا علم نہ ہو اور خریدنے کیلئے بھی وجود نہ ہو یا استطاعت نہ ہو اَپنے ظن غالب وامکان غالب پر فیصلہ کرے (الروضہ الندیہ) کیونکہ اللہ کے نبی صلي اللہ علیہ وسلم سے نماز کے آخری وقت تک انتظار کی دلیل نہیں نہ ثابت ہے کے شدید کھوج کی اور سب شہریوں سے سوال کروایا یا چاروں سمت قافلے روانہ کئے پانی کی طلب میں۔ حدیث پر غور کیجئے: اللہ کے نبی صلي اللہ علیہ وسلم نے دیوار پر تیمم کیا۔ مزید تفصیلات کیلئے الروضۃ الندیۃ کا مطالعہ کیجئے۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں تفصیل ہے:

عرف اور زمان ومکان کے لحاظ سے فیصلہ کرے اگر امکان ہو پانی کے حصول کیلئے تو حتی المقدور کوشش کرے۔

---

[13] ((التَّيَمُّمُ لِلْمَرِيضِ وَالْمُسَافِرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ((

(التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد لابن عبد البر:293/19، الناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية)

بعض اہل علم : پانی کے ملنے کا امکان ہو تو دونوں نمازیں جمع کي نیت کرتے ہوے تاخیر کر سکتا ہے (استاذ محترم ڈاکٹر عبد اللہ جولم)

نوٹ : جمع بین الصلوتین (ظہر و عصر، مغرب وعشاء)

سوال

اگر کسی شخص کو پانی نہ ملے تو کیا پانی ملنے کی امید پر نماز میں آخر وقت تک تاخیر کرنا افضل ہو گا یا کہ وہ تیمم کر کے اول وقت میں ہی نماز ادا کر لے ؟

جواب

الحمدللہ.

امابعد

اول:

یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے:

دو حالتوں میں نماز آخر وقت تک موخر کرنا افضل ہے:

پہلی حالت:

اگر پانی کی موجودگی کا علم ہو، یعنی یہ معلوم ہو کہ پانی مل جائیگا تو اس صورت میں تاخیر کرنی افضل ہے، لیکن واجب نہیں، کیونکہ اس کا علم تاکیدی اور یقینی امر نہیں، اس لیے کہ معلوم چیز بعض اوقات مختلف بھی ہو سکتی

دوسری حالت:

اگر اس کے نزدیک راجح ہو کہ پانی مل جائیگا، تو وہ نماز میں تاخیر کر لے، کیونکہ اس میں نماز کی شرائط میں سے ایک شرط کی پابندی ہو رہی ہے، یعنی پانی کے ساتھ وضوء و

طہارت کرنا، اور اول وقت میں نماز کی ادائیگی کی پابندی کرنا یہ صرف فضیلت پر پابندی ہے، تو اس طرح پانی کے ساتھ طہارت کرنے کے لیے نماز میں تاخیر کرنا افضل ہو گی۔

:تین حالتوں میں نماز اول وقت پر ادا کرنی افضل ہو گی

پہلی حالت

اگر یہ علم ہو کہ پانی نہیں ملے گا

دوسری حالت

اگر اس کے نزدیک یہ راجح ہو کہ اسے پانی نہیں ملے گا

تیسری حالت

اگر اسے تردد ہو اور کچھ بھی راجح معلوم نہ ہو تا ہو. اھ-

ماخوذ از: مجموع فتاوی ورسائل فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ :(242 / 11)

3-ایسا مریض جو پانی تک رسائی رکھتا ہو لیکن وہ پانی کا استعمال نہیں کر سکتا اس کو تیمم کی اجازت ہے۔

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ﴾

(سورۃ النساء:43)

اور ایسا شدید مرض کہ اگر مریض پانی استعمال کرے گا تو اس کی موت واقع ہو سکتی ہے ایسے مریض کو تیمم کی اجازت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں یہ حکم عام ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾

(سورۃ النساء:29)

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔"

قرآن مجید میں اور ایک جگہ ارشاد ہوا ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

(سورۃ البقرۃ:185)

"اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔"

اور حدیث میں ہمیں یہ ذکر ملتا ہے-((قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلاَّ سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِ))

(سنن ابو داود، حدیث نمبر:336،"قال الشيخ الألباني: حسن دون قوله إنما كان يكفيه" شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو"حسن "کہا ہے اور کہا:"إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ"-یہ جملہ ثابت نہیں ہے)

"جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مر گیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا۔"

غزوہ ذات السلاسل کا واقعہ:

((عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلاَسِلِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا

ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ" .فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الِاغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ ﴿وَلاَ تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا . قَالَ أَبُو دَاوُدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ مِصْرِيٌّ مَوْلَى خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ وَلَيْسَ هُوَ ابْنَ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ))

(سنن ابو دود، کتاب الطہارۃ، بَابُ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبَرْدَ أَيَتَيَمَّمُ- جب جنبی کو سردی سے جان جانے کا ڈر ہو تو کیا وہ تیمم کر سکتا ہے؟، حدیث نمبر :334،قال الشیخ الألبانی: صحیح۔ وقال المنذری"حسن")

"عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کی ایک ٹھنڈی رات میں مجھے احتلام ہو گیا اور مجھے یہ ڈر لگا کہ اگر میں نے غسل کر لیا تو مر جاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو فجر پڑھائی، تو لوگوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟"، چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ کرنے کا سبب بتایا اور کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (سورۃ النساء:29)" اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔" یہ سن کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپ نے کچھ نہیں کہا۔"

چنانچہ یہ حدیث دلیل ہے کہ جب ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص سے فرمایا۔

4-علمائے کرام نے خوف کی وجہ سے تیمم کی اجازت دی ہے۔

مسافر اور مریض کے لیے صراحت کے ساتھ تیمم کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے سفر ہو یا مرض دونوں حالت میں اگر خوف کا گمان غالب ہو تو جیسا کہ مسافر کو یہ خوف ہو کہ وضو کرنے سے پانی ختم ہو جائے گا تو اس خوف کے تحت وضو کے بجائے تیمم کر سکتا ہے اسی طرح کوئی ایسا مرض کہ جس میں یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے مرض میں اضافہ ہو گا تو اس حالت میں بھی وہ تیمم کر سکتا ہے۔

بعض اہل علم: پانی قریب میں ہو لیکن قافلہ چھوٹنے کا امکان ہو یا بیچ میں دشمن ہو یا آگ یا خوف اور اس پانی کے حصول میں مشقت زیادہ پیدا ہو جائے تو بھی تیمم کر سکتا ہے ((فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً)) کے عموم سے پانی نہ پانے کے زمرہ میں آتے ہیں "عادم یا عادمۃ" مین شمار ہو گا ہر وہ فرد جو کسی خوف کی وجہ سے پانی تک جانہ سکے یا بیماری کی وجہ سے حرکت نہ کر سکے اور کوئی لا کر دینے والا نہ ہو یہ بھی عادم[پانی]نہ پانے والا شمار ہو گا۔

نوٹ : شیخ الالبانی نے کہا کہ اس میں تفصیل یہ ہے کہ ساتھی چھوٹنے سے ضرر نہ ہو تو پھر یہ حالت تیمم کے جواز کے لئے شرعی عذر نہیں لہذا مفتي فیصلہ نہیں کر سکتا صاحب معاملہ خود فیصلہ کرے۔(الموسوعۃ از عوایشۃ)

مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ کتب کا مطالعہ مفید ہو گا ان شاء اللہ

1) التعليقات الرضية على الروضة الندية (الالبانى ونواب صديق حسن خان)

2) (فتاوی صدیق حسن خان قنوجی، صفحه :126)

3) الشرح الممتع لابن عثيمين

4) الموسوعة الفقهية الكويتية

5) المغنی لابن قدامة

6) المجموع للنووی

7) نيل الاوطار والسيل الجرار

8) بدائع الصنائع

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مقالہ 2

"الصعید" سے مراد کیا ہے؟ تراب صرف مٹی مراد ہے یا جنسِ زمین

1۔ **ابن القیم** : الصعید سے مراد: زمین کی جنس جیسے مٹی، ریتی، ساحلی مٹی وغیرہ مراد لیے گئے ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سفر میں ریت ہی ریت تھی اس لیے صرف تراب مراد لینا صحیح نہیں [زادالمعاد]۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ)

2-**ابن باز**: اگر مٹی نہ ملے تو زمین کی جنس سے متعلق مادہ چاہے وہ زمین صفا (صاف وچٹیل میدان) ہو یا رمل (ریت) یا مالح زمین یعنی سمندر کے ساحل والی نمک والی مٹی (سبخہ) ہو۔

3–امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہا اللہ:

زمین کے اوپر مٹی کی جنس مثلا مٹی، کیچڑ (اگر سوکھ گیا ہو)، پتھر، ریت، اور ٹھیکری سے تیمم کرنا صحیح ہے، کیونکہ "الصعید" زمین کے اوپر والے حصہ کو کہتے ہیں، اور الطیب پاکیزہ اور طاہر کو کہا جاتا ہے تو ہر اس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہا اللہ کا مسلک یہی ہے، تو اس طرح ان دونوں کے پاس مٹی، ریت، اور کنکریوں کے ساتھ تیمم کرنا صحیح ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ملائم پتھروں، اور مٹی کی لیپ شدہ دیواروں، اور خالصتا مٹی اور پانی سے ملا کر بنائی گئی ٹھیکری سے تیمم کرنا جائز قرار دیا ہے، اور اسی طرح اگر کپڑے پر ہاتھ مارے تو اس میں سے غبار اوپر آجائے ایسے غبار سے بھی جائز ہے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

((تبیین الحقائق وحاشیة الشلبی)) (38/1)، ((العنایة شرح الهدایة)) (127/1).

اور امام مالك ((مواهب الجلیل)) (518،513/1)، ((بدایة المجتهد)).(1/71)

بدائع الصنائع (53/1) التاج الاکلیل (51/1)

الموسوعة الفقهیة: {261 / 14}

4 شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ:

اگر مٹی نہ ملے تو مٹی کے دیگر زمین کے دوسرے اجزاء سے بھی تیمم کرنا جائز ہے

الاختیارات الفقهیة صفحہ نمبر (28).

5

اگر مٹی نہ ملے تو مٹی کے بغیر زمین کے دوسرے اجزاء سے بھی تیمم کرنا جائز ہے الطبریُّ، وابن حزم، وابن باز، والألبانیُّ، وابن عثیمین. {14}

6- بعض اہل علم نے اجازت دی ہے

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

{14} قال الطبریُّ: (أَولی ذلك بالصواب قولُ مَن قال: هو وجهُ الأرض الخالیةِ مِن النباتِ والغُروسِ والبناءِ المستویةِ). ((تفسیر الطبری)) (8/408).

((المحلی)).(1/377)

قال ابن باز: (والصَّعید: وجهُ الأرض، قوله: (منه) یدلُّ علی أنَّه یکونَ له غبارٌ یتَّصل بالید والوجه، فإذا لم یتیسَّر ذلك تیمَّم مِن الأرض التی عنده، سواء کانت الأرضُ صفاءً، أو رملًا، أو طینیَّة، أو سبخةً: فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ؛ لعموم قولِه صلَّی اللهُ علیه وسلَّم: ((جُعِلَت لی الأرضُ مسجدًا وطهورًا))، فالأرضُ تعمُّ الأرضَ السبخةَ، والرَّمل، وذات الحصی، کلَّه، إذا ما تیسَّر التُّراب). ((فتاوی نور علی الدرب)) (5/325).

قال الألبانیُّ: (یتیمَّمُ بما علی وجه الأرض، ترابًا کان أو غیره، کما تیمَّم علیه السَّلامُ بالحائِط). ((الثمر المستطاب)).(1/31)

قال ابن عثیمین: (الصَّحیح: أنَّه لا یختصُّ التیمُّم بالتُّرابِ، بل بکلِّ ما تصاعَد علی وجهِ الأرضِ). ((الشرح الممتع)) (392/1).

سوکھی مٹی، کچی مٹی و پتھر و کنکر، ٹائیلس (بلاط)، سمنٹ ، گچی، LIMESTONE چُونا پتھر۔ چٹان جو زیادہ تر کیلسیم کاربونیٹ کی حامل ہوتی ہے۔ سنگ کلس۔ چونا پتھر۔ {15}

---

[15] يصح التيمم بكل ما صعد على وجه الأرض من تراب وطين وحجر ورمل؛ لقوله تعالى: (فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا) النساء/43، والصعيد: وجه الأرض. والطيب: الطاهر

فيجوز التيمم بكل ما هو من جنس الأرض، وهذا مذهب أبي حنيفة ومالك. فيصح التيمم عندهما بالتراب والحجر والرمل والحصى

ابن عثيمين ـ هل يجوز أن يتيمم المصلى على فرش المساجد اليوم أو على البلاط لأنه يتعذر وجود التراب الطاهر خاصة فى المدن الكبيرة؟

فأجاب رحمه الله تعالى: نقول التيمم على الأرض وما اتصل بها من الحيطان جائز لأنه ثبت عن النبى عليه الصلاة والسلام (أنه تيمم على الحائط) وعلى هذا فالتيمم على البلاط جائز لأنه متصلٌ بالأرض وأما التيمم على الفرش فلا ينبغي أن يتمم على الفرش إن لم يكن عليها غبار ولا يصح التيمم عليها وإن كان عليها غبار فإنه يصح التيمم عليها من أجل الغبار الذى هو من جنس الأرض ولكن مع ذلك لا ينبغي أن يتيمم عليها إلا إذا لم يجد شيئاً يتيمم به من الأرض وما يتصل بها من الحيطان ونحوها

فتاوى نور على الدرب

المؤلف: فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين رحمه الله.

الناشر (مصدر الكتاب): مؤسسة الشيخ محمد بن صالح بن عثيمين الخيرية

الطبعة: الإصدار الأول [1427-2006]

عدد الأجزاء: قرص واحد

تنسيق: فاعل خير

❖❖❖❖❖❖

د/ياسر برهامى

السبت ١٢ نوفمبر ٢٠١١ - ..:..:.. ص

4812

الجواب:

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد؛

فيجوز التيمم على السيراميك؛ لأن أصله من التراب، فهو وإن تغير إلا أن أصله من الرمل والإسمنت، و كذلك الجير. وأما التيمم على الجدران المدهونة بالزيت أو البلاستيك؛ فلا أرى ذلك إلا أن يكون عليه تراب وغبار؛ لأن الزيت والبلاستيك ليس أصلهما من التراب، أصلهما من البترول الذى هو من باطن الأرض.

www.anasalafy.com

موقع أنا السلفى

هل يجوز التيمم من حائط الغرفة علما أنه من الإسمنت وليس من التراب؟

السائل: فضيلة الشيخ: هل يجوز التيمم بحائط الغرفة مع العلم أنه من الإسمنت وليس من التراب ؟

الشيخ: إى نعم، الحائط يجوز التيمم منه لأن النبى صلى الله عليه وسلم ثبت عنه أنه توضأ من الحائط إلا إذا كان الحائط من البويا فإن البويا ليست من الأرض ولا من جنسها بل هى مستخرجة من البترول فلا يجزء التيمم من الجدار الذى قد طلى بها اللهم إلا أن يكون عليها غبار فيصح التيمم من أجل الغبار الذى على هذا الجدار

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

نوٹ۔ بعض اہل علم نے اتیمم کی اجازت نہیں دی ٹائلس سے کیونکہ کافی تبدیلی آگئی ہے۔

7- بعض اہل علم:

اگر مٹی موجود ہو توز مین کے جنس کے دیگر اجزاء سے پر ہیز کرے تیمم کے لئے {16}

8- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

اگر مریض کو مٹی نہ ملے تو کیا وہ دیوار پر تیمم کر لے، اور اسی طرح فرش پر تیمم کر لے یا نہیں ؟

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب تھا:

"دیوار اگر پاکیزہ مٹی سے بنی ہوئی ہے یا وہ پتھر کی ہے یا کچی اینٹوں سے تو اس پر تیمم کرنا جائز ہے، لیکن اگر دیوار پر لکڑی لگی ہو یا رنگ کیا گیا ہو اگر اس پر مٹی اور غبار پڑی ہو تو

Free Online Islamic Encyclopedia

{16} **حاشیه**

الجواب: 1

الواجب التراب إذا وجد؛ لقوله ﷺ: جعل التراب لی طهورًا ولقول الرب جل وعلا: فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ [المائدة:6]، والصعيد هو وجه الأرض، قوله: منه يدل على أن له غبار يلتصق باليد والوجه قوله: منه، فإذا لم يتيسر ذلك تيمم من الأرض التي عنده، سواء كانت الأرض صفا أو رمل أو سبخة فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [التغابن:16]؛ لعموم قوله ﷺ: جعلت لی الأرض مسجدًا وطهورًا.

فالأرض تعم الأرض السبخة والرمل وذات الحصى كله، إذا ما تيسر تراب لا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا [البقرة:286]، لكن إذا وجد التراب فإنه يتيمم بالتراب. نعم.

المقدم: حفظكم الله.

وقال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله: "والصَّواب: أنَّ كلَّ ما على الأرض من تُراب، ورَمْل، وحجر محتَرِق أو غير محتَرِق، وطين رطب، أو يابس فإنه يُتيمَّم به" انتهى من الشرح الممتع (1/393).

اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہ اسی طرح ہے جیسے زمین پر تیمم کرنا؛ کیونکہ مٹی زمین کے مادہ سے ہے۔

لیکن اگر اس پر مٹی اور غبار نہیں تو پھر یہ صعید اور مٹی نہیں اس لیے اس پر تیمم نہیں کیا جائیگا اور فرش کی مناسبت سے ہم یہ کہینگے: اگر اس پر غبار ہو تو اس پر تیمم جائز ہے اگر غبار نہیں تو اس پر تیمم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ مٹی اور الصعید میں شامل نہیں" انتہی

دیکھیں: فتاوی الطہارۃ صفحہ نمبر. (240)

❖❖❖❖❖❖

مقالہ 3

تیمم کب جائز ہے اور کب نہیں؟ کونسی بیماری قابل عذر ہے؟

مندرجہ فتاوی کی روشنی میں فیصلہ کیجئے:-

1۔ پانی نہ ہونے پر یا نہ پا سکنے پر، چاہے حضر میں ہوں یا سفر میں حدثِ اصغر ہو یا۔ حدثِ اکبر۔

((وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ "))–

(صحیح مسلم:522[1165])

2-ایسی بیماری یا زخم جو باعث حرج اور مشقت ہوں، اگر پانی استعمال کرنے سے مرض کے بڑھنے یا شفا میں تاخیر کا گمانِ غالب ہو تو تیمم کرنا درست ہے۔:[17]

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ﴾

---

[17] ما هو حد المرض المبيح للتيمم؟

السؤال:

الفتوى رقم(10951)

ما هو حد المرض المبيح للتيمم مع وجود الماء؟

الجواب:

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على رسوله وآله وصحبه.. وبعد:

إن المرض الذي يشرع عند حصوله التيمم هو المرض الذي يخشى منه مع استعمال الماء زيادة المرض أو تأخر برء الجرح.

وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

المصدر:

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء(5/375-376)

عبد الله بن غديان... عضو

عبد الرزاق عفيفي... نائب الرئيس

عبد العزيز بن عبد الله بن باز ... الرئيس

ASK ISLAM PEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(سورۃ النساء:43)

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے چہرہ اور اپنے ہاتھ پر مل لو۔"

حدیث:

((قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلاَّ سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِ))

(سنن ابوداود، حدیث نمبر:336، "قال الشيخ الألباني: حسن دون قوله إنما كان يكفيه" شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے اور کہا: "إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ" - یہ جملہ ثابت نہیں ہے)

" جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مر گیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا۔"

AskIslamPedia Free Online Islamic Encyclopedia

بیماری کا مطلب[18]

مریض کے لیے طہارت کی کئی ایک حالتیں ہیں:

1۔ اگر اس کی بیماری ہلکی اور کم ہو کہ پانی کے استعمال سے کوئی خدشہ نہ ہو نہ تو اس کے تلف ہونے کا اور نہ ہی بیماری زیادہ ہونے کا خوف ہو، اور نہ ہی شفایابی میں تاخیر ہونے اور درد زیادہ ہونے کا، یا پھر وہ گرم پانی استعمال کرنے والوں میں شامل ہوتا ہو کہ گرم پانی اسے کوئی نقصان اور ضرر نہیں دیتا تو اس شخص کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو کوئی ضرر اور نقصان نہیں؛ اور اس لیے بھی کہ اس کے پاس پانی ہے اس لیے اس کے لیے پانی استعمال کرنا واجب ہے۔

2۔ اور اگر اسے ایسی بیماری ہو کہ پانی کے استعمال سے ہلاکت نفس کا خدشہ ہو، یا پھر کسی عضو کے تلف ہونے کا خدشہ، یا کوئی ایسی بیماری پیدا ہونے کا جس سے نفس کی ہلاکت کا خدشہ ہو، یا کسی عضو کے تلف ہونے کا، یا کوئی منفعت اور فائدہ ختم ہونے کا تو ایسے شخص کے لیے تیمم کرنا جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

---

[18] **وقال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله:**

"مَنْ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ مِنْ احْتِلَامٍ أَوْ جِمَاعٍ، حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ : فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ وَيُصَلِّيَ.

فَإِنْ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الِاغْتِسَالُ لِعَدَمِ الْمَاءِ أَوْ لِتَضَرُّرِهِ بِاسْتِعْمَالِهِ، مِثْلُ أَنْ يَكُونَ مَرِيضًا يَزِيدُ الِاغْتِسَالُ فِي مَرَضِهِ، أَوْ يَكُونَ الْهَوَاءُ بَارِدًا وَإِنْ اغْتَسَلَ خَافَ أَنْ يَمْرَضَ بِصُدَاعٍ أَوْ زُكَامٍ أَوْ نَزْلَةٍ : فَإِنَّهُ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي، سَوَاءٌ كَانَ رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً.

وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُؤَخِّرَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا، وَلَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَمْنَعَ زَوْجَهَا مِنْ الْجِمَاعِ؛ بَلْ لَهُ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَإِنْ قَدَرَتْ عَلَى الِاغْتِسَالِ [اغتسلت]؛ وَإِلَّا تَيَمَّمَتْ. وَكَذَلِكَ الرَّجُلُ إنْ قَدَرَ عَلَى الِاغْتِسَالِ وَإِلَّا تَيَمَّمَ ". انتهى.

مجموع الفتاوى (451/21)، وينظر (443/21).

وسئل الشيخ ابن باز رحمه الله:

أنا امرأة متزوجة ومريضة بحساسية في الصدر، وعندي نزلة طولة العام، فكيف أصلي؟ هل أغتسل وبدون غسل الرأس ومسحه فقط؟ علمًا بأنني أُصاب بالنزلة عند غسل الرأس مرات في الأسبوع، وكثيرًا ما أترك الصلاة لعدم قدرتي على غسل الرأس ومسحه فقط.

اور تم اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو، یقینا اللہ تعالی تمہارے ساتھ بہت رحم کرنے والا ہے .

3۔ اور اگر اسے ایسی بیماری لاحق ہو جس کی بنا پر وہ حرکت نہ کر سکے، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہو جو اسے پانی پکڑا سکے تو اس کے لیے بھی تیمم کرنا جائز ہے.

4۔ جس شخص کو زخم ہوں، یا پھر پھنسی اور پھوڑے، یا اس کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو، یا ایسی بیماری ہو جس کی بنا پر پانی استعمال کرنا مضر اور نقصان دہ ہو اور وہ شخص جنبی ہو جائے تو اس کے لیے بھی مندرجہ بالا دلائل کی بنا پر تیمم کرنا جائز ہے،

5۔ اگر مریض کسی ایسی جگہ ہو جہاں نہ تو پانی ملے اور نہ ہی مٹی، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہو جو یہ اشیاء لا کر دے، تو یہ شخص اپنی سہولت کے اعتبار سے نماز ادا کرے گا، اور اسے نماز میں تاخیر کرنے کا کوئی حق نہیں، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

تو تم اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اپنی استطاعت کے مطابق اختیار کرو . انتہی.

ماخوذ از: الفتاوی المتعلقۃ بالطب واحکام المرضی صفحہ. (26) بتصرف یسیر

مسئلہ {19}

شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

{19}

"إذا كان يضرك غسل الرأس من الجنابة والحيض: كفاك مسحه مع التيمم ؛ لقول الله تعالى: (فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ). وقول النبى صلى الله عليه وسلم (ما نهيتكم عنه فاجتنبوه، وما أمرتكم به فائتوا منه ما استطعتم).

"مجموع الفتاوى" (181/10).

"اگر آپ گرم پانی حاصل کر سکیں، یا پھر پانی گرم کر سکتے ہوں یا پھر اپنے پڑوسیوں وغیرہ سے گرم پانی خرید سکتے ہوں تو آپ کے لیے ایسا کرنا واجب ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو۔

اس لیے آپ اپنی استطاعت کے مطابق عمل کریں، یا تو پانی گرم کر لیں یا پھر کسی سے خرید لیں، یا پھر اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ جس سے آپ پانی کے ساتھ شرعی وضوء کر سکیں، لیکن اگر آپ ایسا کرنے سے عاجز ہوں، اور شدید سردی کا موسم ہو اور اس میں آپ کو خطرہ ہو، اور نہ ہی پانی گرم کرنے کی کوئی سبیل ہو اور نہ ہی اپنے ارد گرد سے گرم پانی خرید سکتے ہوں تو آپ معذور ہیں، بلکہ آپ کے لیے تیمم کرنا ہی کافی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کا تقوی اختیار کرو ۔

اور ایک مقام پر فرمان باری تعالی ہے:

اگر تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو اور اپنے چہروں اور ہاتھ پر مٹی سے مسح کرو ۔

اور پانی استعمال کرنے سے عاجز شخص کا حکم بھی پانی نہ ملنے والے شخص کا ہی ہے۔

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز.(200 - 199 / 10)

مسئلہ

ضرر ہونے کا امکان غالب ہو صرف وہم نہ ہو[20]

3-جب سردی شدت کی ہو اور پانی گرم کرنے سے عاجز ہو اور غالب امکان ہو ضرر حاصل ہونے کا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

(سورۃ التغابن:16)

"پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔"

حدیث عمرو بن العاص[خ د:334/ د:335- صحیحہ ابن حجر]

مسئلہ

کیا زکام تیمم کیلئے قابل قبول عذر ہے؟

جواب 1 :د/یاسر برھامی[21] فرماتے ہیں اگر زکام شدید اور بیماری کے بڑھنے کا قوی یقین ہو تو تیمم جائز ہے اور اگر معمولی زکام ہو تو تیمم کی اجازت نہیں۔

---

[20] وقال الشيخ محمد بن صالح العثيمين -رحمه الله- : "فأقره النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على ذلك ولم يأمره بالإعادة؛ لأن مَن خاف الضرر كمن فيه الضرر ، لكن بشرط أن يكون الخوف غالباً أو قاطعاً ، أما مجرد الوهم فهذا ليس بشيء " انتهى من " مجموع فتاوى الشيخ العثيمين " (402/12).

[21] د/ياسر برهامي

هل الزكام يبيح التيمم؟

هل الزكام يبيح التيمم؟

مريضة بالزكام، وفي هذه الحالة اغتسلت للصلاة فزاد عليها المرض ولم تستطع حتى السجود في الصلاة مِن المرض، وأصابتها جنابة فلم تغتسل، وصلت لمدة 3 أيام بالتيمم. خوفًا أن تسوء حالتها أكثر. وهي تسأل: هل صلاتها صحيحة أم تعيدها بعد شفائها؟

هل الزكام يبيح التيمم؟

إدارة الموقع

الأربعاء ١١ مايو ٢٠١١ - ٠٠:٠٠ ص

9269

هل الزكام يبيح التيمم؟

8-جمادثاني-1432ھ 11-مایو-2011

جواب2

ابن باز: پانی گرم کرنے کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی کے استعمال سے حرج، مشقت وضرر کا امکان ہو تو تیمم جائز ہے یہ شرعی عذر ہے {22}

جواب3

سردي کی وجہ سے تیمم کرسکتے ہیں؟

شیخ مصطفى العدوي فرماتے ہیں: سردی مشقت وضرر میں اضافہ کا سبب ہے یا نہیں؛ اگر ہے تو تیمم جائز ورنہ نہیں۔ {23}

جواب4

ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کے مطابق۔ پانی گرم کرسکتے ہیں تو پھر تیمم کی اجازت نہیں {24}

السؤال:

مريضة بالزكام، وفى هذه الحالة اغتسلت للصلاة فزاد عليها المرض ولم تستطع حتى السجود فى الصلاة مِن المرض، وأصابتها جنابة فلم تغتسل، وصلت لمدة 3 أيام بالتيمم. خوفًا أن تسوء حالتها أكثر. وهى تسأل: هل صلاتها صحيحة أم تعيدها بعد شفائها؟

الجواب:

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد؛

-إذا كان المرض يزيد بالغسل؛ جاز لها التيمم وصحت صلاتها به. لكن أشك أن الزكام يؤدى إلى ذلك، وأخشى أن تكون متوهمة.

{22}

إذا كان فى محل لا يستطيع فيه تدفئة الماء وليس هناك كن يستكن به للغسل بالماء الدافى وخاف على نفسه فإنه يصلى بالتيمم، ولا حرج عليه لقول الله سبحانه: فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [التغابن:16] المصدر:

الشيخ ابن باز من فتاوى نور على الدرب (5/352- 353)

https://www.youtube.com/watch?v {23}

{24} حكم التيمم للصلاة خوفًا من البرد

السؤال:

غالبا ما يكون منى فى وقت البرد أننى أتوضأ لصلاة الظهر والعصر، أما بقية الفروض فأتيمم تيممًا خوفًا من البرد هل على إثم فى ذلك أم لا؟

الجواب:

جواب5

تیمم کی اجازت ہے حرج ومشقت کی بنیاد پر اور امام شاطبی نے کہا کہ ہر انسان کی قوتِ بدن میں فرق ہے اس لئے ہر اک کا معاملہ الگ ہے، سستی یا وہم کی بنیاد پر فیصلہ نہ کرے(الشیخ ماجد سعودی عالم)

https://www.youtube.com/watch?v=n6JQGMC3e94

جواب6

بلاعذر شرعی پانی موجود ہونے کے باوجود تیمم کا کیا حکم ہے؟

ابن باز۔یہ گناہ کا کام ہے اور ایسی نماز صحیح نہیں ہے کیونکہ شرط مفقود ہے۔

جواب7

عبدالرحمن بن ناصر البراک کے فتوی کے مطابق

معمولی نزلہ وزکام وکھانسی عذر شرعی نہیں ہے تیمم کے لئے۔

جواب 8 [ابن عثیمین]

شرحِ صحیح بخاری کے درس میں خوفِ مرض کی تشریح کرتے ہوئے کہا ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہ امام بخاري نے مرض کا کلمہ استعال کیا نہ کہ مرض شدید خوف ہو شدید زکام کا اور بعض کو اتنا شدید ہوتا ہے کہ اس کو سانس کیلئے مشکل ہو جاتی ہے اور ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے خاص طور سے سوکھا زکام بہت مضر ہے اور بعض زکام کا علاج نہیں لیکن اگر معمولی ہو تو اجازت نہیں تیمم کی

لا يجوز هذا، الواجب أن تصلي بالوضوء، ولا تتيمم لأجل البرد، وعليك أن تسخن الماء وتصلي بالوضوء، ولا يجوز لك أن تتيمم والماء موجود والقدرة موجودة على تسخينه. نسأل الله السلامة.

المصدر:

الشيخ ابن باز من فتاوى نور على الدرب (354/5)

https://www.youtube.com/watch?v=xgnef62XJyU

ملاحظہ ہو عربی میں فتوی [25]

تیمم کب جائز ہے اور کب نہیں؟ عاجزي کا عذر کب معقول ہے؟
کونسي بیماري قابل عذر ہے؟ اور پانی نہ پانے کا عذر کب معقول ہے؟
تفصیل سے پڑھنے کیلئے عربی زبان میں فتاوي ملاحظہ فرمائیے: [26]

---

[25] ملاحظہ ہو عربی میں فتوی

https://sh-albarrak.com/article/19114

حكمُ تركِ الغُسلِ خشيةَ الزُّكامِ

السؤال: هل يجزئُ الوضوءُ عن غسلِ الجنابةِ في البلادِ الَّتي تكونُ شديدةَ البردِ الَّتي تصلُ درجةُ الحرارةِ فيها عشرةً تحتَ الصِّفرِ، وأنا مقيمٌ في هذهِ البلادِ بصفةٍ دائمةٍ، معَ العلمِ أنِّي أستطيعُ تسخينَ الماءِ، لكنْ بعدَ الاستحمامِ بسببِ الجوِّ أكونُ معرَّضًا للمرضِ كالزُّكامِ والكحَّةِ؟

الجواب: الزُّكامُ والكحَّةُ ليسَتْ مِن الأمراضِ الَّتي يُخشى منها أو يكونُ منها خطرٌ، فإذا كانَ تسخينُ الماءِ متيسِّرٌ تسخينُهُ والاغتسالُ، ولا يكفي الوضوءُ، وإذا تعذَّرَ التَّسخينُ أجزأَ التَّيمُّمُ، إذا لم يتيسَّرْ ما يُسخَّن بهِ الماءُ فإنَّهُ يُعذَرُ المسلمُ ويجزئُهُ أنْ يتيمَّمَ بدلَ الغسلِ، ولا يعرِّضُ نفسَهُ للهلكةِ، يعني ما يعتبرُ عذرًا في تركِ الغسلِ هو ما يخشى الإنسانُ فيهِ على نفسِهِ، أمَّا أنَّه يصيبُهُ شيءٌ مِن هذهِ الأحوالِ الخفيفةِ الزُّكامِ وما أشبهَهُ فهذا لا يكونُ عذرًا في تركِ الغسلِ، نسألُ اللهَ أنْ يعينَ مَن في هذهِ البلادِ ويلطفَ بهم، نسألُ اللهَ أنْ يلطفَ بهم.

س: ما حكم التيمم مع وجود الماء؟

التيمم للصلاة مع توافر الماء منكر عظيم5

[26] 1. إذا كنت في عمل أو سفر ثم حان وقت الصلاة ولكن بيني وبين الماء مسافة عشر دقائق أو ربع ساعة. فهل يجوز أن أتيمم أم أنتظر حتى أصل الماء؟

الجواب

الحمد لله.

هذه المسافة تعد وتعتبر عرفاً قريبة، فالواجب الذهاب إلى الماء والوضوء من الماء والغسل إذا كان عليك غسل، ولا يجوز التيمم في هذه الحالة؛ لأن مسافة عشر دقائق وربع ساعة يعتبر شيئاً قريباً ويعتبر في العرف ليس ببعيد ولا عذر في ترك الوضوء بل يلزمك سواء كنت في عمل أو في سفر أن تذهب إلى هذا الماء وأن تتوضأ الوضوء الشرعي، وإن كان عليك جنابة أن تغتسل وتصلي، وليس هذا البعد عذراً في التيمم لأنه في العرف قريب" انتهى.

سماحة الشيخ عبد العزيز بن باز رحمه الله

"فتاوى نور على الدرب (2/653) "

.قوله تعالى: (فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا) النساء/43.

قال ابن كثير رحمه الله:

"استنبط كثير من الفقهاء من هذه الآية: أنه لا يجوز التيمم لعادم الماء إلا بعد تطلبه، فمتى طلبه فلم يجده: جاز له حينئذ التيمم، وقد ذكروا كيفية الطلب في كتب الفروع " انتهى من "تفسير ابن كثير.. (2/318) "

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله:

"وَالْحُرَّاثُ إذَا خَافَ إنْ طَلَبَ الْمَاءَ يُسْرَقُ مَالُهُ أَوْ يَتَعَطَّلُ عَمَلُهُ الَّذِي يَحْتَاجُ إلَيْهِ صَلَّى بِالتَّيَمُّمِ، وَإِنْ أَمْكَنَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِوُضُوءِ فَهُوَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا وَكَذَلِكَ سَائِرُ الْأَعْذَارِ الَّذِينَ يُبَاحُ لَهُمْ التَّيَمُّمُ: إذَا أَمْكَنَهُمْ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِطَهَارَةِ الْمَاءِ فَهُوَ خَيْرٌ مِنْ التَّفْرِيقِ بَيْنَهُمَا بِطَهَارَةِ التَّيَمُّمِ. "

انتهى من "مجموع الفتاوى. (21/457) "

وقال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله:

"يجب عليه أن يطلب الماء فيما قَرُبَ منه، فيبحث هل قُرْبه، أو حَوْله بئر، أو غدير؟ والقُرب ليس له حَدٌّ محدّد، فيُرْجَع فيه إلى العُرْف، والعُرْف يختلف باختلاف الأزمنة، ففي زمننا وُجِدَت السيّارات فالبعيد يكون قريباً، وفي الماضي كان الموجود الإبل فالقريب يكون بعيداً.

فيبحث فيما قَرُبَ بحيث لا يشقُّ عليه طلبه، ولا يفوته وقت الصّلاة.

قوله: وبِدلالةٍ، يعني: يجب عليه أن يطلب الماء بدليل يَدُلُّهُ عليه.

فإذا كان ليس عنده ماء في رحْلِه، ولا يستطيع البحث لِقِلّةِ معرفته، أو لكونه إذا ذهب عن مكانه ضاع، فهذا فرضُه الدِّلالة؛ فيَطلُب من غيره أن يَدُلّه على الماء سواء بمال أم مجاناً.

وإذا لم يَجِد الماء في رحْلِه، ولا في قُرْبِه، ولا بدلالة، شُرِعَ له التّيمُّم."

انتهى من "الشرح الممتع. (1/386) "

وسئل علماء اللجنة:

عندما أكون في المرعى آخذ معي ماء يسد حاجتي فقط، فهل يجوز لي أن أتيمم مع أن القرية تبعد عني كيلو أو أكثر؟

فأجابوا: " لا يجوز لك التيمم للصلاة في هذه الحالة؛ لأن المسافة إلى المكان الموجود به الماء قريبة، ولا يحصل في الذهاب إليها مشقة غالبا، ولا يخرج وقت الصلاة بطلب الماء في هذه الحالة " انتهى من "فتاوى اللجنة الدائمة. (4/179) "

سئل الشيخ ابن عثيمين رحمه الله:

إذا تطهَّر الإنسان بالتيمم ولبس الخفين، فهل يجوز له أن يمسح عليهما إذا وجد الماء؟

فأجاب:

لا يجوز له أن يمسح على الخفين إذا كانت الطهارة طهارة تيمم، لقوله صلى الله عليه وسلم: "فإني أدخلتهما طاهرتين". وطهارة التيمم لا تتعلق بالرِّجل، إنما هي في الوجه والكفين فقط، وعلى هذا أيضاً لو أن إنساناً ليس عنده ماء، أو كان مريضاً لا يستطيع استعمال الماء في

الوضوء، فإنه يلبس الخفين، ولو كان على غير طهارة، وتبقيان عليه بلا مدة محدودة حتى يجد الماء إن كان عادماً له، أو يشفى من مرضه إن كان مريضاً، لأن الرِّجل لا علاقة لها بطهارة التيمم " انتهى.

"مجموع فتاوى ورسائل ابن عثيمين(11/174) "

وسئلت اللجنة الدائمة للإفتاء: إني طريح الفراش ولا أقوى على الحركة فكيف أقوم بعملية الطهارة لأداء الصلاة و كيف أصلي ؟

فأجابت: "أولا: بالنسبة للطهارة يجب على المسلم أن يتطهر بالماء، فإن عجز عن استعماله لمرض أو غيره تيمم بتراب طاهر، فإن عجز عن ذلك سقطت الطهارة وصلى حسب حاله، قال تعالى: (فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) ، وقال جل ذكره: (وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ)، أما ما يتعلق بالخارج من البول والغائط فيكفي فيه الاستجمار بحجر أو مناديل طاهرة يمسح بها محل الخارج ثلاث مرات أو أكثر حتى ينقى المحل.

وسئل الشيخ عبد الله بن جبرين - رحمه الله:-

فتاة نوِّمت في المستشفى عدة أيام لإجراء عملية لها، وتقول: دخلت المستشفى وأنا لا أصلي لأنه علىّ العادة الشهرية، ثم انقطعت وأنا في المستشفى ولا أستطيع الغسل في المستشفى، فكيف أصنع ؟ هل يكفي أن أنوي بقلبي الغسل أم ماذا ؟ أفيدونا.

فأجاب:

"هي معذورة ما دامت تحت العملية، أو على سرير المرض لا تقدر على الاغتسال، فيكفيها التيمم بالتراب أو على السرير إن لم تجد تراباً كما تتيمم لرفع الحدث الأصغر، وهو الوضوء إن عجزت عنه، فإن قدرت على دخول الحمام وإغلاقه عليها: لزمها الاغتسال؛ لتمكنها من ذلك بدون مشقة، أما إذا لم تستطع الوصول إلى الحمام لأجل العملية ولازمت السرير: فإن التيمم يجزئها للمشقة" انتهى.

http://ibn-jebreen.com/book.php?cat=6&book=49&toc=2248&page=2084&subid=339

قال الشيخ صالح الفوزان - حفظه الله -: "الذي لا يستطيع التطهر بالماء نهائياً، أو يشق عليه ذلك مشقة شديدة ولا يجد من يساعده: لا بأس أن يتيمم بالتراب؛ لقوله تعالى (وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا) النساء/ 43، والمائدة/ 6، حيث ذكر سبحانه وتعالى من جملة الأعذار المبيحة للتيمم: المرض، قال تعالى: (فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) التغابن/16 ". انتهى من " المنتقى من فتاوى الشيخ الفوزان.(5/23) "

❁❁❁❁❁

سئل الشيخ ابن عثيمين رحمه الله:

كنت أسير في الطريق فلم أعلم إلا والصلاة تقام في مسجدٍ قريب مني، ولم أجد ماء قريبا مني، فتيممت وصليت، علماً بأنني لو بحثت عن مسجد غير هذا المسجد لفاتتني الصلاة، فهل تجوز صلاتي على هذه الحال؟

فأجاب رحمه الله تعالى: " لا تجوز الصلاة في هذه الحالة، يعني أنه لا يجوز للإنسان أن يتيمم من أجل إدراك الجماعة؛ لأن الصلاة تصح بدون الجماعة، وإن كانت بدون الجماعة حراماً لكنها تصح، والواجب على هذا السائل الآن أن يعيد صلاته بعد أن يتوضأ؛ لأن صلاته الأولى غير صحيحة، لترك شرط من شروطها وهو الوضوء " انتهى.

"فتاوى نور على الدرب(121/23) "

وقد سئل الشيخ عبد العزيز بن باز رحمه الله عن المريض المركب له كيس بول كيف يصلي و كيف يتوضأ ؟

فأجاب : " يصلى على حسب حاله ، مثل صاحب السلس ومثل المرأة المستحاضة ، يصلى المريض إذا دخل الوقت على حسب حاله ، ويتيمم إذا كان لا يستطيع استعمال الماء ، فإن كان يستطيع ذلك وجب عليه الوضوء بالماء ؛ لقول الله عزل وجل : (فاتقوا الله ما استطعتم) ، والخارج بعد ذلك لا يضره ، لكن لا يتوضأ إلا بعد دخول الوقت ، ويصلى ولو خرج الخارج ما دام فى الوقت ، ولو كان البول يخرج من ذكره ، وهكذا ، المستحاضة تصلى فى الوقت ، ولو خرج منها الدم مدة طويلة ، فإنها تصلى على حسب حالها ، لكن لا يتوضأ من حَدَثُه دائماً إلا إذا دخل الوقت ؛ لقول النبى صلى الله عليه وسلم للمستحاضة : (توضئى لوقت كل صلاة) ، فيصلى صاحب السلس والمستحاضة والمريض المسئول عنه فى الوقت جميع الصلوات من فرض ونفل ، ويقرأ القرآن من المصحف ، ويطوف بالكعبة من كان بمكة مادام فى الوقت ، فإذا خرج الوقت أمسك عن ذلك حتى يتوضأ للوقت الذى دخل " انتهى.

"الفتاوى المتعلقة بالطب وأحكام المرضى" (ص : 34).

والله أعلم

{ }وقد سئلت اللجنة الدائمة للإفتاء : إذا كان البرد شديدا جدا جدا والماء فى الإناء كالروب وفى الإبريق يتثلج ومثلا إنسان وقع عليه حدث والماء يؤثر عليه ويعمل له مرض الحمى كيف العمل؟

فأجابت : " إذا كان الأمر كما ذكر فإنه يتيمم قال تعالى : (وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ) لكن إذا أمكنه تسخينه بالنار وجب ذلك ، ووجب عليه الغسل لقول الله عز وجل: (فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) " انتهى.

والله أعلم.

{ }إذا عجز المريض عن استعمال الماء فى جميع بدنه جاز له التيمم؛ لقوله تعالى : (وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ) المائدة/6.

وللاستزادة ينظر جواب سؤال رقم.(40204)

فإن أمكنه غسل بعض أعضائه ، دون بعض غَسل ما قدر عليه، وتيمم عن الباقي ؛ لأن القاعدة عند العلماء : " الميسور لا يسقط بالمعسور"

قال السيوطي رحمه الله : " قال ابن السبكي: وهي من أشهر القواعد المستنبطة من: قوله في صلى الله عليه وسلم : (إذا أمرتكم بأمر فائتوا منه ما استطعتم).

وفروعها كثيرة:

منها : من بجسده جرح يمنعه استيعاب الماء ؛ والمذهب القطع بوجوب غسل الصحيح مع التيمم عن الجريح " انتهى من " الأشباه والنظائر. (1/293)"

وقال النووي رحمه الله:

" إذا كانت العلة المرخصة في التيمم مانعة من استعمال الماء في جميع أعضاء الطهارة تيمم عن الجميع, فإن منعت بعضاً دون بعض غسل الممكن وتيمم عن الباقي.." انتهى من "شرح المهذب" "المجموع شرح المهذب" (331/2) .

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مقالہ 4

خوف، بیماری، عجز وپانی نہ پانے یا پانی تک رسائی نہ پانے کے ضمن میں اٹھنے والے بعض جدید وقدیم مسائل میں فیصلہ کیجئے فتاوی وفقہی مباحث کی روشنی میں

بیماری کی احوال؟

اس مسئلے کو علمائے کرام نے دو حالات میں تقسیم کیا ہے:

پہلی حالت:

اگر مرض ایسا ہو کہ پانی کے استعمال سے کوئی حرج نہ ہو تو پھر اس پر فرض ہے کہ وہ نماز کے لیے پانی سے طہارت حاصل کرے چاہے حدث اکبر ہو یا حدث اصغر جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورۃ المائدہ:6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو پہنچوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔"

دوسری حالت:

یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نماز اور دیگر عبادات کے لیے طہارت حاصل کرنا فرض ہے البتہ جو زخمی ہو اور وہ پانی کے استعمال پر قادر نہ تو اس پر تیمم فرض ہو جاتا ہے اس کے باوجود اگر کوئی بضد ہو کہ وہ پانی کے ذریعے سے ہی طہارت حاصل کرے گا تو یہ بات اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کے حکم کے خلاف ورزی ہے اس کے برے نتائج کا وہ خود ذمہ دار ہے:

((خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلاً مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ فَقَالُوا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ))

یعنی ایک شخص کو پتھر لگ گیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا مزید برآں اس کو احتلام بھی ہو گیا جب اس شخص نے پوچھا کہ کیا میں صرف تیمم کرلوں تو کافی ہو گا تو ان لوگوں نے کہا کہ نہیں تم کو تو پانی سے طہارت حاصل کرنی پڑے گی لہذا اس شخص نے پانی سے غسل کیا اور اس کے بعد وہ مر گیا۔

(سنن ابو داود، حدیث نمبر:336،"قال الشيخ الألباني:"حسن")

دیگر احادیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص کے ساتھیوں کے بارے میں فرمایا "قتلوه قاتلهم الله" ان لوگوں نے غلط فتوے سے اس کو مار ڈالا، آپ ناراض ہوئے، لہذا شریعت کی رخصت کو قبول کرنا ہی صحیح اور درست راستہ ہے۔

جل جانے یا کٹ جانے یا فالج زدہ شخص پر تیمم کا حکم

اگر کوئی شخص اس حد تک جل چکا ہو کہ وہ وضو کرنے پر قادر نہیں ہے تو اس پر وضو ساقط ہے اور اگر جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں اور مٹی سے نقصان ہو تو تیمم بھی ساقط ہے اور حرکت بھی مشکل ہو تو وہ اشارے سے نماز ادا کر سکتا ہے۔

فالج زدہ شخص پر تیمم کا حکم:

اگر کوئی ماہر ڈاکٹر مریض کو یہ مشورہ دے کہ پانی گرم ہو یا ٹھنڈا فالج کے لیے خطرہ ہے تو اس حالت میں ڈاکٹر کے مشورے پر چلنا لازم ہے چنانچہ ایسے شخص کے لیے وضو اور غسل ختم ہو جائے گا تیمم کرنا اس کے لیے کافی ہے البتہ ڈاکٹر یہ کہے کہ ٹھنڈے پانی سے مریض کو خطرہ ہے تو وہ گرم پانی کا استعمال کرے ایسے میں اس شخص کا صرف تیمم کرنا صحیح نہیں ہے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مقالہ 5

نمازِ جنازہ کے چھوٹنے کے خوف سے تیمم کرنا

فریق اول:

((ذِكْرُ تَيَمُّمِ مَنْ خَشِيَ أَنْ تَفُوتَهُ الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْحَاضِرِ تَحْضُرُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي عَلَيْهَا رُوِّينَا هَذَا الْقَوْلُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ))

اس خوف سے کہ جنازے کی نماز نہ چھوٹ جائے تیمم کرکے نماز ادا کرنے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ جب جنازہ حاضر ہو اور کوئی شخص بے وضو ہو تو تیمم کرکے جنازے کی نماز ادا کرسکتا ہے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي الرَّجُلِ تَفْجَؤُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، قَالَ: يَتَيَمَّمُ))

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے امام عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اگر کسی شخص کو کسی جنازے میں اچانک پہونچنا پڑ جائے نمازِ جنازہ شروع ہو جائے اور یہ بے وضوء ہو تو تیمم کرکے شامل ہو جائے۔

بعض علمائے کرام نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو "ضعیف" کہا ہے امام احمد ابن حنبل کہتے ہیں:

((مضطرب الحديث، منكر الحديث، أحاديثه مناكير، ومرة: ثقة، ومرة: ضعيف الحديث، كل حديث رفعه فهو منكر، ومرة: لين أمره، ومرة: ما أدرى))

ہیں مغیرہ زیادہ "متروک، منکر الحدیث، اس کی احادیث مناکیر ہیں اور ایک مرتبہ کہا کہ وہ ثقہ ہے اور ایک بار کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے۔۔۔"

فریق دوم:

((لَا يَتَيَمَّمُ لِلْجَنَازَةِ فِي الْمِصْرِ هَذَا قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَبِي ثَوْرٍ))

امام شافعی، امام احمد اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ شہر میں جنازہ کے لیے تیمم نہیں ہے۔

(کتاب الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر: 2/70-71، رقم: 562)

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ جن علمائے کرام نے تیمم سے جنازے کی نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے اس بارے میں منقول عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر ضعیف ہے، لہذا جنازہ کی نماز کے لیے تیمم کافی نہیں ہے وضو کر کے جنازے کی نماز ادا کرنی ہو گی، جیسا کہ فریق دوم بطور دلیل یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾

(سورۃ المائدہ: 6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو پہنچوں سمیت دھولو۔"

اس آیت کے تحت فریق دوم یہ کہتا ہے کہ اللہ نے یہ شرط رکھی ہے کہ پانی موجود ہونے پر پانی سے وضوء کیا جائے گا۔

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

((الطهارة شرط لصحة الصلاة على الجنازة، ولا يصح التيمم لها مع وجود الماء والقدرة على استعماله، وإذا لم يتمكن من الصلاة عليه مع الجماعة صلى على قبره بعد دفنه ....))

(فتاوى اللجنة الدائمة: 4/176)

نماز کی صحت کے لیے طہارت شرط ہے لہذا جنازے کی نماز کے لیے تیمم صحیح نہیں جبکہ پانی موجود ہو اگر جماعت کے ساتھ جنازے کی نماز چھوٹتی ہے تو وہ قبر پر بھی جنازے کی نماز ادا کر سکتا ہے میت کو دفنانے کے بعد [لہذا جنازے کی نماز وضوء کر کے ادا کی جائے گی]

نمازِ جمعہ کے چھوٹنے کے خوف سے تیمم کرنا

اس مسئلہ میں بھی علمائے کرام کا اختلاف ہے ، بعض ائمہ [امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ] یہ کہتے ہیں اگر یہ خوف ہو کہ نماز جمعہ فوت ہو جائے گی تو تیمم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی جاسکتی ہے دوسری جانب فریق دوم [ائمہ اربعہ] یہ کہتے ہیں کہ پانی موجود ہو تو نماز جمعہ کے لیے وضوء واجب ہے۔

اس مسئلہ میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ نماز جمعہ ہفتہ میں ایک ہی دن ہے جبکہ ظہر کی نماز تمام دنوں میں آتی ہے لہذا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف ہے کہ ہفتہ میں ایک بار آنے والی نماز نہ چھوٹ جائے اس خوف سے وہ تیمم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے جبکہ

فریق دوم یہ کہتے ہیں کہ جمعہ کا بدل ظہر ہے لہذا اگر جمعہ فوت ہو جائے تو وہ وضو کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کر سکتا ہے اور ظہر کی نماز کا کوئی بدل نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ائمہ اربعہ کا مسلک راجح ہے۔

تیمم کے وقت کا مسئلہ

تیمم کے احکام اور مسائل میں جمہور علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پانی کی عدم دستیابی پر یا پانی کے استعمال کی طاقت و قدرت نہ رکھنے پر واجب ہے اسی طرح تیمم کے وقت پر بھی بعض کا اختلاف اور یہ اختلاف اس آیت کی مفہوم پر ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا﴾

(سورۃ المائدہ:6)

"اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو وضو کر لو۔"

نوٹ:- یہاں پر "فَاغْسِلُوا" وضو کے معنی میں ہے۔

لہذا یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوں تو وضو یا تیمم کر لیا کرو اس آیت کا معنی و مفہوم یہی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے:

((عَنْ حُمْرَانَ، أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللَّهِ لأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا وَاللَّهِ لَوْلاَ آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " لاَ يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلاَةَ إِلاَّ غُفِرَ لَهُ))

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ-وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت، حدیث نمبر:227[540]۔و صحیح بخاری:160۔وسنن النسائی:146)

"حُمران رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ مسجد کے صحن میں تھے اور عصر کا وقت تھا جب موذن مسجد میں داخل ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگایا اور وضو کیا پھر فرمایا اللہ کی قسم میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں اگر کتاب اللہ کی ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں نہیں سناتا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

لہذا یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب نماز کا وقت ہو تو ہی وضوء یا تیمم کا حکم ہے چنانچہ جب نماز کا وقت ہو تو وضوء کیا جائے اور پانی کی عدم دستیابی یا خوف کی وجہ سے تیمم کیا جائے گا جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے:

((الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلَّى))

(صحیح مسلم، کتاب المساجد والمواضع، باب مسجدوں کا بیان اور کہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے اس کا بیان، حدیث نمبر:521[1163]۔و صحیح بخاری:335۔وسنن النسائی:430)

یعنی جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے لیے زمین کو پاک کیا گیا اور سجدہ کے قابل بنایا گیا لہذا جس کے لیے نماز کا وقت ہو جائے وہ جہاں کہیں بھی ہو وہ وہیں نماز ادا کرلے۔

اس بات پر جمہور علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ تیمم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصّہ ہے دوسری تمام امتیں اس خصوصیت سے محروم رہی لہذا تیمم پاکی حاصل کرنے کا دوسرا بڑا ذریعہ ہے اور ہمیں اس خصوصیت کا فائدہ اٹھانا چاہیے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک زمین ہی تیمم کی اصل ہے پتھر، اینٹ اور چونا وغیرہ مٹی کی خصوصیت میں شامل نہیں ہیں، قرآن کی آیات اور احادیث اور دیگر اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تیمم کا وقت وہی ہے جو نماز کا وقت ہے لہذا علمائے کرام نے قبل از وقت تیمم سے منع فرمایا ہے کیونکہ تیمم پانی کی عدم دستیابی پر کیا جاتا ہے چنانچہ قبل نماز تک بھی پانی کا انتظار کیا جاسکتا ہے بالفرض پانی نہ پائے اور نماز کا وقت نکل جانے کا خوف ہو تو پھر تیمم واجب ہے جیسا کہ میں نے کتاب الاجماع سے اس پر اجماع بھی نقل کردیا ہے کہ جب کوئی تیمم کرلے اور نماز سے بالکل پہلے پانی مل جائے تو اس کا تیمم از خود ختم ہو جائے گا اور وہ وضوء کر کے نماز ادا کرے گا البتہ یہ حکم نوافل کے لیے نہیں ہے۔

نوٹ۔ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی وقت سے پہلے تیمم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں البتہ اگر پانی مل جائے تو پھر سے وہ وضوء کرے گا۔

(مجموع فتاویٰ لابن تیمیہ: 192/21)

❁❁❁❁❁❁

مقالہ 6

تیمم کے مسائل بطور خلاصہ

1) اگر سر پر پانی بہانا نقصاندہ ہو تو گردن سے نیچے پانی بہایا جائے اور سر کا مسح کرے۔

2) جسم کے کسی خاص حصے پر پانی بہانے سے نقصان ہونے والا ہو تو اس پر مسح کر لیا جائے اور دیگر حصے پر پانی بہایا جائے۔

3) اگر جسم کے کسی زخمی حصے پر مسح سے بھی نقصان کا خوف ہو تو اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔

4) زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو اس پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

5) حتی المقدور معلوم کرے یا کوشش کرے اور پانی تلاش کرے پھر بھی تلاش کرنے پر اگر نہ ملے تو تیمم کر سکتا ہے۔

6) اگر پانی تلاش کرنے والا کویں یا باولی تک پہنچ جائے لیکن وہاں پر ڈول دستیاب نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں تیمم کیا جا سکتا ہے۔

7) کسی ایسی جگہ پر ہوں کہ وہاں پر پانی تلاش کرنے سے چور، ڈاکو کا خطرہ ہو یا ہلاک کر دیئے جانے کا خوف ہو تو پھر تیمم لازم ہے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

❁❁❁❁❁❁

20مزید مسائل کا حل

1) تیمم بدل ہے وضوء کا جو عبادت وضوء سے کرنا درست ہے تیمم سے کرنا بھی ویسے ہی درست ہے۔

2) ایک تیمم سے کئی نمازیں ادا کرسکتے ہیں نوافل ہوں یا فرائض۔

3) پانی پانے پر غسل واجب ہے جنبی اور حائضہ پر بھی، [بخاری : 344]
((اذْهَبْ، فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ))

4) وضو والے امام کے پیچھے تیمم والے مقتدی کی اور تیمم والے امام کے پیچھے وضو والے مقتدی کی نماز درست ہے۔

5) پانی سے رفع جنابت نہ کرسکنے کے یقین کے باوجود جماع کرکے تیمم سے رفع حدث (حصول طہارت) اکبر اور اصغر کی نیت کر سکتا ہے اور اس سہولت پر عمل کر سکتا ہے۔[ابوداود:333]

6) اگر تیمم سے نماز پڑھے اور نماز کا ٹائم نکلنے سے پہلے پانی پالے تو اعادہ نہیں [ائمہ ثلاثہ]

7) لیکن اگر تیمم کرکے اور نماز سے پہلے پانی مل جائے تو وضوء کرے اسی طرح اثناء صلوۃ میں وضوء کے پانی کے ملنے کی خبر ملے تو نماز ختم کرکے وضوء بنا کر نماز پڑھے۔

جس صحابی نے وضو کیا تیمم سے نماز پڑھنے کے بعد نبی ﷺ نے اس صحابی کے لیے دہرے اجر کا اعلان کیا[ابو داؤد:338]

8) بھول گیا کہ قریب میں پانی تھا بعد میں یاد آیا احتیاط یہ ہے کہ نماز دہرائے

9) پانی کی امید میں نماز اول وقت سے آخر وقت تک کے لیے ٹال سکتا ہے؟

ایک قول یہ ہے کہ انتظار نہیں کرے گا بلکہ اول وقت پڑھ لے تیمم سے (شوکانی)، بعض نے کہا اخیر وقت تک انتظار کرنا جائز ہے فرض نہیں اگر قوي امکان ہے۔(ابن عثیمین)

بعض اہل علم: جمع بین الصلوتین کی اجازت ہے اگر تاخیر سے پانی ملنے کا قوي امکان ہے۔(ڈاکٹر عبد اللہ جولم)

10) نماز کا وقت نکلنے کا امکان ہو اگر وضوء کرنے جائے ایسی حالت میں بھی وضوء ہی کرنا ہے تیمم نہیں کر سکتا۔کیونکہ تیمم کی اجازت کیلئے یہ کوئی شرعی عذر نہیں۔اگر اتنی تاخیر نیند یا بھول کی وجہ سے ہوئی تو شرعی عذر کی بنیاد پر معاف ہے اور وضوء کرے اور تاخیر کے باوجود نماز ادا کرے لیکن سستي اور کاہلی کی وجہ سے تاخیر ہوئي ہو تو استغفار کرے اور اپنی اصلاح کرے کیونکہ سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔[27]

[27] وقال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: "ومن استيقظ آخر وقت صلاة وهو جنب وخاف إن اغتسل خرج الوقت اغتسل وصلى, ولو خرج الوقت, و كذا من نسيها" انتهى من "الاختيارات الفقهية."

وسئل الشيخ ابن عثيمين رحمه الله: بالنسبة لتسخين الماء إذا كان الإنسان يتكاسل أو قام متأخراً من نومه فى البرية ويخشى من فوات الوقت فما الذى يفعل هل يسخن الماء أم يتيمم؟

فأجاب:

"يجب عليه أن يسخن الماء ولو كان يخشى خروج الوقت، وذلك لأن النائم إذا قام من نومه فوقت الصلاة فى حقه من استيقاظه وليس من دخول وقتها، لقول النبى عليه الصلاة والسلام: (من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها) فجعل وقتها عند الذكر بالنسبة

11) پانی تھوڑا ہو مکمل جسم کے لیے کافی نہ ہو یا پینے کیلیے مشکل ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کرے۔

12) اگر کوئی طہورین نہ پائے [پانی اور مٹی کے قبیل کی کوئی شئ (جنس زمین)] تو بغیر وضو اور بغیر تیمم کے ہی نماز پڑھ لے [ابن تیمیہ، الفتاوی المصریہ:43]

13) امام موفق الدین ابن قدامہ ؒ "الکافی فی فقہ الامام احمد -۱/۲۲۱" میں لکھتے ہیں :

وإن عجز عن إزالة النجاسة عن بدنه، أو خلع الثوب النجس، لكونه مربوطاً، أو نحو ذلك، صلى ولا إعادة عليه، لأنه شرط عجز عنه فسقط، كالسترة.

اگر بدن یا لباس کی نجاست دور کرنے سے عاجز ہو، تو ایسے ہی نماز پڑھ لے، اس پر اعادہ واجب نہیں، چونکہ (طہارت بدن و ثوب) نماز کی شرط ہے، جو عاجز ہونے کے سبب اس سے ساقط ہے۔

اور علامہ عینی رحمہ اللہ "البنایہ" میں لکھتے ہیں:

ہمارا مذہب (اس مسئلہ میں) یہ ہے کہ۔۔ جگہ، لباس اور بدن سے نجاست کا ازالہ صحت نماز کیلئے شرط ہے لیکن قدرت کے ساتھ (یعنی عدم قدرت پر یہ شرط ساقط ہو گی) انتہی۔

للنسیان، و كذلك عند الاستيقاظ بالنسبة للنوم، فنحن نقول: إذا قمت مثلاً من نومك قبل طلوع الشمس بنحو خمس دقائق أو عشر دقائق إن تيممت أدركت الصلاة فى الوقت وإن اغتسلت خرج الوقت، فنقول: اغتسل ولو خرج الوقت، وذلك لأن وقت الصلاة فى حقك كان عند استيقاظك من النوم، وليس من طلوع الفجر، لأنك معذور به" انتهى من "فتاوى نور على الدرب."

والوقت فى حقه هو وقت استيقاظه؛ لما روى الترمذى (177) والنسائى (615) وأبو داود (437) وابن ماجه (698) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنْ الصَّلَاةِ فَقَالَ: (إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا) وصححه الألبانى فى صحيح الترمذى وأصل الحديث فى الصحيحين.

(14) استطاعت طہارت کے باوجود جان بوجھ کر ناپاکی کی حالت میں نماز ادا کرنے اور کھلواڑ کرنا سزا کا مستوجب ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

چنانچہ مسلمان شخص نہ تو قبلہ رخ کے علاوہ کسی اور طرف رخ کر کے نماز ادا کرے، اور نہ ہی بغیر وضوء اور بغیر رکوع یا سجدے کے، اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ قابل مذمت اور سزا کا مستحق ٹھہرے گا" انتہی

[دیکھیں: منهاج السنة النبوية (5 / 204)]

اور ایسا کرنے والے کے متعلق شدید قسم کی وعید آئی ہے:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو قبر میں سو کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ وہ اللہ سے سوال کرتا رہا اور اس میں کمی کی دعاء کرتا رہا حتی کہ ایک کوڑا رہ گیا، تو اسے ایک کوڑا مارا گیا جس سے اس کی قبر آگ سے بھر گئی، اور جب اس سے یہ سزا ختم ہوئی اور اسے ہوش آیا تو اس نے دریافت کیا: تم نے مجھے کوڑا کیوں مارا؟

تو اسے کہا گیا: تم نے ایک نماز بغیر وضوء ادا کی تھی، اور ایک مظلوم شخص کے پاس سے گزرے تو اس کی مدد نہ کی"

اسے امام طحاوی نے "مشکل الآثار(4/231) میں نقل کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر(2774) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

15) مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر بہت شدید سردی ہو اور برتن میں پانی جما ہوا ہو اور لوٹے میں برف کی طرح اور انسان کو وضوء کرنا ہو، اور پانی اس پر اثر انداز ہو کر اسے بیمار کر دیتا ہو تو کیا کرنا چاہیے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" اگر معاملہ ایسا ہی ہو جیسا بیان ہوا ہے تو وہ تیمم کر لے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور اگر تم مریض ہو یا مسافر یا تم میں کوئی شخص قضائے حاجت کر کے آیا ہو، یا تم نے بیوی سے ہم بستری کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاکیزہ مٹی سے تیمم کر لو، اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرو۔

لیکن اگر اس کے لیے آگ پر پانی گرم کرنا ممکن ہو تو اس کے لیے ایسا کرنا واجب ہے، اور اس کے لیے غسل کرنا واجب ہو گا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اللہ تعالی کا تقوی اپنی استطاعت کے مطابق اختیار کرو۔ انتہی۔ واللہ اعلم

16۔ کیا شرما کر غسل جنابت کیلئے پانی نہ پوچھنا اور شرم وحیاء کو عذر سمجھنا جائز ہے؟

عاجز نہ ہو تو غسلِ جنابت کی طہارت کیلئے پانی کا استعمال کرنا فرض ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤیہاں تک کہ تم جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے لگو، اور نہ ہی حالت جنابت میں حتی کہ غسل کرلو، اور اگر تم مریض ہو یا مسافر یا تم میں سے کوئی ایک شخص قضائے حاجت سے فارغ ہو، یا تم نے بیوی سے جماع کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو، اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرو، یقینا اللہ تعالی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔(النساء:43).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کرو، اور اگر تم مریض ہو یا مسافر یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو، یا تم نے بیوی سے جماع کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کرلو، اور اپنے چہروں اور ہاتھ پر اس سے مسح کرو، اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی نہیں کرنا چاہتا، لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے، اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرنا چاہتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ (سورۃ المآئدۃ:6)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"مٹی مسلمان شخص کی طہارت ہے، چاہے اسے دس برس تک پانی نہ ملے اور جب اسے پانی ملے تو اسے اپنے بدن پر استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ بہتر ہے"

اسے بزار نے روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (3861) میں صحیح قرار دیا ہے.

مندرجہ بالا آیت کی رو سے غسل کی بجائے تیمم صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب پانی نہ ملے، یا پھر پانی استعمال کرنے میں ضرر ہو یا عاجز ہو.

لیکن صرف شرم کی بنا پر غسل ترک کرنا جائز نہیں، اور نہ اس صورت میں تیمم کفایت کرے گا، اور نہ ہی اس سے نماز کی ادائیگی صحیح ہو گی بندے کو چاہیے کہ وہ بندوں کی بجائے اللہ سے زیادہ ڈرے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تم لوگوں سے مت ڈرو، بلکہ مجھ سے ڈرو۔ (سورۃ المآئدۃ:44).

اور ایک مقام پر اس طرح فرمایا:

کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالی سے ڈرنے کا زیادہ حق ہے اگر تم مؤمن ہو۔ (التوبۃ:13)

وہ شرم وحیاء جو واجبات کو ترک کرنے کا باعث بنے وہ شرم قابل مذمت ہے بلکہ یہ تو کمزوری ہے نہ کہ ایسی حیاء جو قابل مدح ہو۔

جو کوئی بھی پانی استعمال نہ کر سکے اسے مٹی کے ساتھ تیمم کر کے نماز ادا کرنا ہو گی، تیمم یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر اپنے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیر لے۔

یہ علم میں ہونا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے پانی نہ ملنے، یا پھر بیماری وغیرہ کی بنا پر پانی استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں تیمم کرنا مشروع کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم نشہ میں مست ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک کہ تم اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو، اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو، اور اپنے چہرے اور ہاتھ مل لو، بے شک اللہ تعالی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔(النساء:43).

ماخذ: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ(1/216)

17 زخم پر پٹی نہ ہو اور مسح کرنا مشکل ہو؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر وضو کے عضو پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو اس پر مسح کر لے، اور اگر اس پر پٹی نہ ہو اور کھلا ہوا ہو تو مسح کے متبادل کے طور پر تیمم کر لے۔"ختم شد

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ "الشرح الممتع"(1/169) میں کہتے ہیں:

"علمائے کرام کا کہنا ہے کہ زخم یا پھوڑا وغیرہ دو طرح کا ہو سکتا ہے(1) کھلا ہو گا یا(2) اس پر پٹی بندھی ہوئی ہو گی۔

اگر وہ کھلا ہوا ہے تو اسے پانی سے دھونا واجب ہے، لیکن اگر اسے دھونا ممکن نہیں ہے تو پھر زخم یا پھوڑے کی صورت میں مسح کریں گے، اور اگر مسح کرنا بھی مشکل ہو تو پھر تیمم کریں، اس ترتیب کو اسی طرح ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔

اور اگر زخم یا پھوڑے پر پٹی وغیرہ بندھی ہوئی ہے تو اس صورت میں صرف مسح ہو گا، لیکن اگر پھر بھی مسح کرنے سے تکلیف ہو گی تو پھر تیمم کر لے، اور اس کا حکم وہی ہو گا جو زخم یا پھوڑا کھلا ہونے کی صورت میں تھا۔[23]

وضوء اور تیمم / غسل اور تیمم کو جمع کرنے کا مسئلہ

((فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ))

اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر استطاعت اس کو بجالاؤ اور جب میں کسی چیز سے تم کو روک دوں تو اس سے رک جایا کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ-زندگی میں ایک مرتبہ حج کے فرض ہونے کا بیان، حدیث نمبر:1337[3257])

بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ تیمم اور غسل / تیمم اور وضوء کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اور ایک قول یہ ہے کہ تیمم اور غسل / تیمم اور وضوء کو جمع نہیں کیا جاسکتا ان دونوں کو جمع کرنے کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے لہذا اگر کوئی حصہ ایسا ہے جس کو وضو کے دوران دھویا نہیں جاسکتا تو اگر اس عضو کا مسح کرنا ممکن ہے تو یہ مسح دھونے اور تیمم کرنے کے مقابلے میں کافی ہو جائے گا، اور اگر نہ دھونا ممکن ہو اور نہ ہی مسح کرنا ممکن ہو تو اس صورت میں جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ اس کے بدلہ میں تیمم کرنا کافی ہے، اور اہلِ علم میں سے بعض کا یہی قول ہے کہ تیمم نہیں بلکہ جس قدر ممکن ہو دھویا جائے گا اور باقی کا بیمار یا زخمی حصہ اس سے ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس حال میں تیمم کرنے کا کوئی سبب موجود نہیں ہے، اور اہلِ علم کے ایک گروہ کا یہی قول ہے اور ظواہر اور بعض فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((مذهب أبي حنيفة ومالك لا يجمع بين طهارة الماء وطهارة التيمم - بين الأصل والبدل - بل إما هذا وإما هذا. ومذهب الشافعي وأحمد: بل يغتسل بالماء ما أمكنه ويتيمم للباقي))

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:21/453)

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب یہ ہے کہ پانی سے حاصل ہونے والی طہارت اور تیمم کے ذریعے سے حاصل ہونے والی طہارت کو جمع نہیں کیا جاسکتا، یعنی کہ اصل اور بدیل کے درمیان جمع نہیں کیا جاسکتا لیکن امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب یہ ہے کہ جتنا ہوسکے پانی سے غسل کرے اور باقی تیمم کرے۔

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((منها أن الجريح والمريض إذا أمكنه غسل بعض جسده دون بعض، لزمه غسل ما أمكنه، وتيمم للباقي. وبهذا قال الشافعي))

(المغنی لابن قدامۃ:1/190)

یعنی کہ زخمی اور بیمار شخص اگر اپنے جسم کا کچھ حصہ دھو سکتا ہے اور کچھ حصہ نہیں دو سکتا تو ضروری ہے کہ جتنا ہوسکے دھوئے اور باقی تیمم کرے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((قد ذكرنا أن مذهبنا المشهور أن الجريح يلزمه غسل الصحيح والتيمم عن الجريح. وهو الصحيح في مذهب أحمد، وعن أبي حنيفة ومالك: أنه إن كان أكثر بدنه صحيحاً اقتصر على غسله ولا يلزمه تيمم، وإن كان أكثره جريحاً كفاه التيمم ولم يلزمه غسل شيء))

(المجموع شرح المهذب:2/293)

ہم نے ذکر کیا ہے کہ ہمارا مشہور مذہب یہ ہے کہ زخمی شخص کو غسل دینا اور زخمی شخص کو تیمم کرانا واجب ہے، امام احمد اور ابو حنیفہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہم کا راجح مذاہب یہی ہے اور اگر اس شخص کا اکثر جسم تندرست ہو تو وہ صرف غسل ہی کرے اور اسے تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اس کا اکثر حصہ زخمی ہو تو اس کے لیے تیمم کافی ہے اور اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

18 کیا میت کو تیمم کرایا جاسکتا ہے اگر غسلِ میت مشکل ہو؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

"ایسے شخص کو غسل کس طرح دیا جائے گا جو کسی حادثے میں فوت ہو جائے، اور جسم کی حالت بگڑ جائے، اس کے اعضاء کٹ پھٹ جائیں؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

"اگر ممکن ہو اسے غسل دینا تو غسل واجب ہے، جیسے دیگر میتوں کو غسل دینا واجب ہوتا ہے، اور اگر ممکن نہیں ہے تو اسے تیمم کروایا جائے گا؛ کیونکہ جب پانی سے غسل دینا ممکن نہ ہو تو تیمم پانی کا قائم مقام ہوتا ہے"

"مجموع الفتاوی"(13/123)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

"مجھے چلتی نہر کے پانی میں ایک مردہ بچہ ملا، جس کے جسم پر کپڑے بھی نہیں تھے، اور یہ بچہ نو مولود تھا، اور اسکا گوشت ٹوٹ رہا تھا، میں اسے عام میت کی طرح شریعت کے مطابق غسل نہیں دے سکا، تو کیا مجھ پر گناہ بھی ہوگا کہ میں نے اسے بغیر غسل دیئے دفن کر دیا، اور اگر آئندہ کوئی ایسا واقعہ ہو تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

"اگر میت کو غسل دینا مشکل ہو تو اہل علم کہتے ہیں کہ اسے تیمم کروایا جائے گا، جیسے زندہ فرد تیمم کرتا ہے، یعنی: اسکے دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارا جائے گا، پھر اسکے چہرے اور ہاتھ کا مسح کرتے ہوئے تیمم مکمل کروایا جائے گا، پھر اسے کفن دے کر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور دفن کر دیا جائے گا" انتہی

"مجموع فتاوی ابن عثیمین"(13/123)

واللہ اعلم

(19) ہوائی جہاز میں وضوء و تیمم سے عاجز ہو؟

جب ہوائی جہاز میں پانی نہ ملے، یا پانی منجمد ہو جائے، یا ہوائی جہاز میں ضرر یا پانی لیک ہونے کے خدشہ سے پانی استعمال کرنے نہ دیا جائے، یا پانی کافی نہ ہو، تو مٹی کی عدم موجودگی میں ہوائی جہاز کا مسافر وضوء کیسے کرے گا؟

جواب:

الحمدللہ۔

آپ کے مذکورہ بیان کے مطابق وضوء کرنا مشکل یا متعذر ہے، اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اللہ تعالی نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی الحج(78).

چنانچہ ہوائی جہاز کے قالین پر اگر غبار ہو تو مسافر اس پر تیمم کرلے اور اگر وہاں غبار نہ ہو تو وہ نماز ضرور ادا کرے چاہے طہارت کرنے سے عاجز ہونے کی بنا پر غیر وضوء ہی نماز ادا کرنا پڑے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تم میں جتنی استطاعت ہے اس کے مطابق تقوی اختیار کرو۔(سورۃ التغابن:16)

لیکن اگر یہ ممکن ہے کہ ہوائی جہاز دوسری نماز کے آخری وقت سے قبل ہوائی اڈے پر اترے گا تو اسے نماز میں تاخر کرنی چاہیے اور ہوائے اڈے پر جہاز اترنے کے بعد وہ دونوں نمازیں جمع کرکے ادا کرے، لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو، مثلا اگر جمع کی جانے والی نمازوں میں دوسری نماز کا وقت ہو یا پھر وہ نماز جمع نہ ہو سکتی ہو مثلا عصر کی نماز مغرب کے ساتھ، اور عشاء کی نماز فجر کے ساتھ، اور فجر کی ظہر کے ساتھ تو اس صورت میں وہ حسب حال نماز ادا کرلے.

ماخذ: دیکھیں: اعلام المسافرین ببعض آداب واحکام السفر ومایخص الملاحین الجویین تالیف الشیخ محمد بن صالح العثیمین صفحہ (11)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

(20)حادثہ میں ہلاک ہونے والے شخص کو غسل کس طرح دیا جائے گا جس کی حالت اور جسم خراب ہو چکا ہو، اور ہو سکتا ہے اس کے بعض اعضاء کٹ چکے ہوں؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

جتنا بھی ممکن ہو اسے غسل دینا واجب ہے، جس طرح کسی دوسرے کو غسل دیا جاتا ہے، اور اگر ممکن نہ ہو تو اسے تیمم کروایا جائے، کیونکہ عاجز ہونے کی صورت میں تیمم غسل کا قائم مقام ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی و مقالات متنوعۃ(13/ 123)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

Free Islamic Books

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

Shaikh Arshad Basheer Umari Madani
Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)